رجسٹرڈ آصفیہ نمبر ۱۸

شرح چندہ
سالانہ .... ۵ روپے
ششماہی .... ۳ روپے
سہ ماہی .... ۲ روپے

قیمت فی پرچہ (۲)

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن
ہفتہ وار
مملکت
ایڈیٹر
میر حسن الدین بی اے، ال ال بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ انگلش نمبر ...

شرح چندہ
سالانہ .... ۶ روپے
ششماہی .... ۴ روپے
سہ ماہی .... ۲ روپے

قیمت پرانا پرچہ (۴)

جلد ۴ | ۷ دے ۱۳۵۴ف | ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۶۳ھ | ۱۱ نومبر ۱۹۴۴ء شنبہ | نمبر (۳۱)

ہندوستان میں امریکہ کا تجارتی مفاد

کیا امریکہ تجارتی تحفظات طلب کرے گا

ہندوستان میں امریکہ کا مفاد دن بدن نمایاں ہوتا جا رہا ہے۔ اگرچہ امریکہ کی حکومت نے ایک سے زیادہ مرتبہ اعلان کیا ہے کہ امریکی سپاہی جاپان کے خلاف جنگ جاری رکھنے کے لئے ہندوستان میں مقیم ہیں تاہم اس امر کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ جنگ کے بعد ان دو ممالک میں کس قسم کا تعلق پیدا ہو گا۔ امریکی تجارت ہندوستان میں بڑھتی جا رہی ہے جس کی وجہ سے برطانیہ کے ماہرین تجارت ایک طرح کی تشویش محسوس کر رہے ہیں اور انہیں یہ اندیشہ ہے کہ ہندوستان میں برطانیہ اور امریکہ کا تجارتی مقابلہ ہو گا۔ سیاسی جنگ کے ساتھ ساتھ امریکہ ہندوستان سے تجارتی اور تہذیبی ربط قائم کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور یہ بات کچھ تعجب خیز نہیں کہ ہندوستان کی سیاسی صورت حال سے امریکہ کی دلچسپی بڑھتی جا رہی ہے اگرچہ یہ دلچسپی اس وقت زیادہ تر نظری ہے نہ کہ عملی۔ مسٹر ... گولڈ نے ایک مضمون میں امریکہ کی پالیسی پر یہ الزام لگایا ہے کہ وہ امریکی نقطۂ نظر سے سوچتے ہیں جس کے لئے وہ ہندوستان کے لئے امریکہ سے مدد چاہتے ہیں۔ یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ اگر کوئی ملک کسی تیسری جماعت کی مدد سے آزادی حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کو بھی امداد کی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے اور وہ سمجھ کر ایسا کر سکتا ہے۔ سیاسی اعتبار سے نہیں تو تجارتی اعتبار سے تیسری جماعت کی ماتحتی قبول کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

جمہوری اقوام کے لیڈر کی حیثیت سے جو اس وقت شریک جنگ ہیں امریکہ پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ متحدہ اقوام پر اثر ڈالے کہ وہ اپنے محکوم ممالک کو آزادی عطا کریں۔ اس کی نمایاں مثال ہندوستان ہے اور وینڈل ولکی (ہمارا تجزیہ) نے اپنی کتاب "ایک دنیا" میں صحیح طور پر لکھا ہے کہ چین کے ایک دانشمند آدمی نے ان سے کیا کہا تھا یعنی جب ہندوستان ابھی آزادی سے محروم ہے تو اس کی وجہ امریکہ کا وقار متاثر ہوتا ہے نہ کہ برطانیہ کا۔ پھر بھی یہ بات بالکل واضح ہے کہ ہندوستان کی آزادی کے لئے امریکہ نے کچھ نہیں کیا۔

امریکہ کے کارخانہ دار ہندوستان آکر وہاں تجارتی امکانات کی پیمائش کر رہے ہیں بلکہ ہندوستان کے کاروباری لوگوں کو دعوت دے رہے ہیں کہ وہ امریکہ آئیں۔ موجودہ حالات سے یہ پیش قیاسی کی جا سکتی ہے کہ ہندوستان میں امریکہ کا اثر بڑھے گا۔ یہ اثر آئندہ کیا صورت اختیار کرے گا فی الوقت کوئی رائے قائم کرنا مشکل ہے۔ امریکہ کا معاشی اثر ہندوستان میں کس طرح کام کر رہا ہے اس کا مطالعہ دلچسپی سے خالی نہیں۔ پہلے امریکی سپاہی یہاں آئے۔ ان کے ساتھ سامان جنگ آیا۔ ... وہ اشیاء امریکہ سے درآمد ہوئیں جو امریکی سپاہیوں کی روزمرہ ضروریات کے لئے درکار تھیں۔ جب ایک ... سپاہی دوسرے ملک کو چلا جاتا ہے تو ان سپاہیوں کی ضرورت اور ساتھ ہی ہندوستان میں ایک قسم کی تجارت کا راستہ کھول دیتی ہے۔ یہ بات اس ملک کے سپاہیوں پر زیادہ صادق آتی ہے جو ترقی کے اعتبار سے بہت ترقی یافتہ ہے۔ اگر ہندوستان کے سپاہیوں کی ایک بڑی تعداد انگلستان میں مقیم رہتی تو وہ اپنی ضروریات کی چیزیں ہندوستان سے نہیں منگواتے کیونکہ انگلستان خود ہر قسم کی چیزیں مہیا کر سکتا ہے۔ لیکن اگر امریکی سپاہی ہندوستان میں مقیم ہوں تو ہندوستان کی جدید اشیاء کے مستحق ہوتے ہیں اپنے ملک کی اشیاء طلب کریں گے۔ ہندوستان کے سگریٹ اور بیڑی امریکیوں کے لئے موزوں نہیں۔ وہ ایسی چیز پسند نہیں کریں گے بلکہ وہ امریکی سگریٹ، امریکی شراب اور امریکی پارچہ استعمال کریں گے اور ظاہر ہے کہ یہ چیزیں امریکہ سے ہندوستان میں درآمد کی جائیں گی۔

امریکہ جو اثر دوران جنگ میں پیدا کر رہا ہے وہ جنگ کے بعد بھی رہے گا۔ یہ خیال غلط ہے کہ جنگ ختم ہوتے ہی دوسرے دن امریکی یہاں سے چلے جائیں گے۔ وہ ایسا نہیں کر سکتے کیونکہ یہاں ان کو سامان جنگ اور مشنری ہے۔ اس کو لے جانے کے لئے کوئی عرصہ درکار ہو گا اور ہزارہا امریکی سپاہی ہندوستان میں مقیم رہیں گے۔ اس دوران میں امریکہ سے سامان کی درآمد جاری رہے گی۔ مختصر یہ کہ موجودہ صورت حال کا ایک لازمی نتیجہ ہندوستان اور امریکہ کے مابین ایک قسم کے تجارتی تعلقات کی صورت میں پیدا ہو گا۔ پٹہ اور قرضہ کے انتظامات ایک لمحہ میں منسوخ نہیں ہو سکتے جب صنعتی اعتبار سے ایک اعلیٰ ترقی یافتہ قوم کسی کم ترقی یافتہ ملک میں اپنا تجارتی حلقہ قائم کر لیتی ہے تو اس تجارت کو ختم کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور جب دو مختلف ممالک کے مابین تجارت قائم ہو تو اس کے تحفظ کا بھی سوال پیدا ہوتا ہے۔ اس وقت یہ پیش قیاسی مشکل ہے کہ آیا جنگ کے بعد امریکہ ہندوستان سے تجارتی تحفظات کا مطالبہ کرے گا۔ ... چیز ہے کہ ... ہندوستان کی کمل آزادی ...

اس ... ہندوستان ... کل ... نہیں ہو سکتا ...

مملکت ہفتہ وار

جلد ۴ | ۷ مرداد ۱۳۵۴ف | نمبر ۳۲

مزدوروں کی فلاح سے پہلے سرمایہ داری کی اصلاح ضروری ہے

مزدوروں کے حالات کی تحقیقات کے لئے حکومت سرکار عالی نے ایک کمیٹی مقرر کی ہے جس کے ارکان جسٹس آر ڈیں ناٹک، ڈاکٹر انور اقبال قریشی، اور مولوی حبیب الرحمن صاحب ناظم صنعت و حرفت ہیں۔ کمیٹی مذکور حسب ذیل امور کی نسبت تحقیقات کرے گی۔

(۱) ممالک محروسہ کے مزدوروں اور خاص کر صنعتی مزدوروں کی اجرت، آمدنی، روزگار، رہائش اور معاشرت کے حالات۔

(۲) وہ خطرات جن کے باعث ضروریات زندگی کی بابت بے فکری حاصل نہیں ہونے پاتی۔

(۳) ان خطرات کا مقابلہ کرنے کے لئے مزدوروں کے مختلف طبقوں کی ضروریات

(۴) ان خطرات کا مقابلہ کرنے کے لئے تجاویز

(۵) رہائشی مکانات اور کارخانوں میں کام کے حالات

کمیٹی نے ایک سوال بند جاری کیا ہے جو (۱۱۲) سوالات پر مشتمل ہے۔ یہ سوالات حسب ذیل امور سے متعلق ہیں۔ قانون کارخانہ جات، دستور العمل ادائی اجرت۔ قانون معاوضہ مزدوران۔ قانون امداد زچگی، اجرتیں اور آمدنی۔ روزگار۔ حالات کار، کارخانہ جات، ترک وطن، مقروضیت، فلاحی سرگرمیاں، سماجی تحفظ کی تدبیر۔

زرعی مزدور

مزدوروں کی اصطلاح میں زرعی مزدور بھی شامل ہیں لیکن کمیٹی کے سوال بند سے ظاہر نہیں ہوتا کہ زرعی مزدوروں کے حالات بھی اس کے دائرہ تحقیقات میں شامل ہیں۔ ہماری رائے میں یہ ایک بڑا نقص رہ گیا ہے۔ صنعتی مزدوروں کی تعداد ملک محروسہ میں اتنی نہیں ہے جتنی کہ زرعی یا دیگر مزدوروں کی ہے۔ مثال کے طور پر محکمہ ریلوے کے مزدوروں کو لیجئے۔ اس کے مزدوروں کی تعداد سب سے بڑی ہے۔ اس محکمہ میں صرف (۱۵) ہزار مزدور کام کرتے ہیں۔ اس سے دوسرے اداروں کے مزدوروں کی تعداد کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ ہمارا اندازہ ہے کہ مساعی جنگ کے تحت صنعتی چہل پہل بڑھ جانے کی وجہ سے ممالک محروسہ میں صنعتی مزدوروں کی کل تعداد چار لاکھ سے زیادہ نہیں۔ اس کے برخلاف زرعی مزدوروں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اگرچہ مصدقہ تازہ ترین اعداد و شمار ہمارے سامنے نہیں ہیں لیکن ہمارا اندازہ ہے کہ زرعی مزدوروں کی تعداد ایک کروڑ کے لگ بھگ ہوگی کیونکہ ہماری رائے میں قولدار بھی دراصل زرعی مزدور کی تعریف میں آجاتا ہے۔ ممالک محروسہ میں پٹہ داروں کی تعداد (۱۵) لاکھ ہے۔ اس کی نسبت اگر زرعی مزدوروں کی تعداد ایک کروڑ تخمین کی جائے تو کسی طرح زیادہ نہیں کہی جا سکتی۔ مزدوروں کے اس کثیر طبقہ کے حالات کو کمیٹی کے دائرہ تحقیقات سے باہر رکھنا جیسا کہ سوال بند سے ظاہر ہوتا ہے صحیح نہیں۔

ایک بنیادی مسئلہ

اب جبکہ صنعتی چہل پہل ترقی پر ہے اور جنگ کے بعد اس میں مزید اضافہ کی توقع ہے، یہ امر موجب طمانیت ہے کہ حکومت سرکار عالی نے صنعتی مزدوروں کے حالات کا جائزہ لینا ضروری سمجھا۔ لیکن یہاں ایک بنیادی مسئلہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا حکومت صنعتوں کو خاص کر ان صنعتوں کو جو عوام کی ضروریات فراہم کرتی ہیں سرمایہ داروں کے لئے چھوڑ دینا مقصود ہے یا یہ کہ ایسی صنعتوں میں حکومت کا سرمایہ اور حکومت کی نگرانی لازمی شریک رہے گی۔ یہ سوال مجوزہ تحقیقات کے ضمن میں بہت اہمیت رکھتا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ اگر حکومت اول الذکر صورت کو روا سمجھتی ہے یعنی صنعتوں کو سرمایہ داروں کے لئے چھوڑ دیتی ہے جیسا کہ ہندوستان کی ہر حکومت اب تک کرتی رہی ہے تو ایسی صورت میں مزدوروں کی فلاح و بہبود کے لئے جتنے بھی قوانین نافذ ہوں گے وہ بنیادی طور پر بے اثر رہیں گے کیونکہ سرمایہ داروں کی مستقل حیثیت یہ ہے کہ مزدوروں سے زیادہ سے زیادہ محنت لی جائے اور کم سے کم معاوضہ دیا جائے۔ سرمایہ داروں کے لئے ایسے قوانین کی زد سے بچ کر نکلنا بالخصوص ایسے حالات میں جبکہ مزدور منظم نہیں ہیں اور ہر مزدور روزگار کی عدم میسری کی مصیبت برداشت نہیں کر سکتے کوئی مشکل بات نہیں۔ قوانین کو مفید اور موثر بنانے کی واحد صورت یہی ہے کہ ہر بڑی صنعت میں حکومت کا سرمایہ اور حکومت کی نگرانی لازمی شامل رہے۔ اسی صورت میں یہ ممکن ہو سکے گا کہ مزدوروں کے مفاد سے متعلق قوانین کے منشاء و مفہوم کی صحیح طریقہ پر عمل ہو۔ یہ بنیادی مسئلہ ہے اسی وجہ سے [illegible] کی مرکزی مجلس اس پر غور کر کے اپنی پالیسی کا اعلان کرے تاکہ وہ سرمایہ دار جو زیادہ سے زیادہ نفع کمانے کی نیت سے صنعتی میدان میں کود پڑتا ہے یا تو اپنی نیت میں مناسب اصلاح کرے یا اس میدان سے دور رہے۔

صنعتی ترقی کا منشاء

چونکہ سرمایہ داروں کی سرگرمیوں کا سب سے بڑا محرک نفع کمانا ہے اس لئے ایک سرمایہ دار اتنا ہی مال پیدا کرتا ہے جتنا کہ وہ خاطر خواہ نفع کے ساتھ فروخت کر سکتا ہے۔ اور چونکہ عوام کی قوت خرید گھٹتی ہوتی ہے اس لئے صنعتی پیداوار بھی لازماً گھٹتی ہوتی رہے گی۔ دوسرے الفاظ میں مزدوروں کی قوت کارکردگی سے پورا استفادہ نہیں کیا جائے گا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہزارہا مزدور بے روزگار رہیں گے۔ اور جو برسر روزگار رہیں گے ان کی استعداد سے کامل استفادہ نہیں کیا جائے گا۔ یہی مزدوروں کی فلاح و بہبود سے متعلق تجاویز مرتب کرنے سے قبل اس امر کا تعین ضروری ہے کہ آج کل بالخصوص خاص سرمایہ دار یا وہ سرمایہ دار جو حکومت کے منشا اور قوانین کے مطابق کاروبار جاری رکھنا چاہتا ہے! ہم بلا تامل اس بات کا اظہار ضروری سمجھتے ہیں کہ مزدوروں کو سرمایہ داروں کے رحم و کرم پر چھوڑنا ان ساری تحقیقات پر پانی پھیرنے کے مترادف ہے۔ صنعتی کاروبار کا صحیح نظریہ ہونا چاہیے کہ عوام کی روزمرہ ضروریات کی تکمیل ہو اور اشیائے صرف اتنی مقدار میں پیدا کی جائیں جتنی کہ عوام کی ضروریات کی تکمیل کے لئے ناگزیر ہیں۔ جب اس قسم کے پیمانہ پر کاروبار شروع ہوگا تو پیداوار کی لاگت بھی کم ہوگی۔ اور ان اشیاء کی نکاسی اسی صورت میں ممکن ہوگی کہ منافع کی مقدار اقل ترین ہو تاکہ یہ اشیاء عوام کی قوت خرید سے باہر نہ ہوں۔ اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ زیادہ مزدور کام پر لگ سکیں گے اور ہر مزدور کی کامل قوت کارکردگی صرف ہو سکے گی اور اس کو اپنی محنت کا پورا صلہ بھی مل سکے گا۔ سرمایہ دارانہ نظام میں ان تصورات کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے اس لئے ہم حکومت سرکار عالی سے دوبارہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ مجوزہ تحقیقات کو کامیاب بنانے کی واحد صورت یہ ہے کہ کمیٹی مذکور پر اس امر کی وضاحت کر دی جائے کہ آئندہ صنعتی ترقیات سے متعلق حکومت کا نقطہ نظر کیا ہوگا۔

معدن ہائے رنگال کے مزدور

تحقیقات کے دوران میں ان مزدوروں کا بطور خاص خیال رکھنا ضروری ہوگا جو معدن ہائے رنگال میں کام کرتے ہیں۔ ان مزدوروں کو محنت کے لئے جو خطرات پیش آتے رہتے ہیں ان کی مناسبت سے انہیں معاوضہ نہیں دیا جاتا۔ اب جبکہ خود حکومت سرکار عالی نے معدن

بانے زمانے سے اختیار و حقوق اپنے نے محفوظ کر لیا ہے ہمیں یقین ہے کہ صنعتوں میں کام کرنے والے مزدور ایک بہتر زندگی کی توقع رکھ سکتے ہیں۔

مزدوروں کا ایک طبقہ وہ ہے جو کارخانے تعمیرات و آبپاشی وغیرہ کے ذریعہ اپنی روزی کماتا ہے۔ یہ طبقہ ٹھیکہ داروں کے رحم و کرم پر منحصر ہے۔ ہمیں توقع ہے کہ مجلس آرائیں کا محکمہ ان کے تعلقات اور ایسے مزدوروں کے حالات کی جانچ کریں گے اور گتہ داروں نیز محکمہ دار تعمیرات کے مشورہ سے ایک مناسب ضابطہ عمل تیار کریں گے۔

واقف کار حضرات کا مشورہ ضروری ہے

کمیٹی کے کام میں سہولت بہم پہنچانے اور اس مقصد کے پیش نظر کہ ملک کے ہر حصہ کے مزدوروں کی فلاح و بہبود کے متعلق تمام ضروری مواد حاصل ہو سکے سرکار عالی نے کمیٹی مذکور کو گواہوں کے طلب کرنے، حلف دینے اور ان کے بیانات قلمبند کرنے کی بابت وہی اختیارات عطا کئے ہیں جو ضابطہ دیوانی کے تحت اور قانون ملکی کی رو سے کسی عدالت دیوانی کو حاصل ہیں۔

حیدرآباد میں ایسے بہت کم لوگ ہیں جنھوں نے مزدوروں کے مسائل کا کافی مطالعہ کیا ہو۔ ہماری رائے میں یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حکومت بعض بیرونی اداروں کے نمائندوں سے بھی شہادت حاصل کرے مثلاً سرونٹس آف انڈیا سوسائٹی، انڈین فیڈریشن آف لیبر، آل انڈیا ٹریڈ یونین کانگریس۔ واقف کار حضرات کا مشورہ کمیٹی کے زیر غور آئے تو ہم کسی طرح اکتساب کر سکتے ہیں۔

وفاق عرب کی ابتدائی کمیٹی کا کام

وفاق عرب کی ابتدائی کمیٹی کے فیصلوں پر عرب لیڈروں اور اخبارات نے پسندیدگی کا اظہار کیا ہے۔

ہز اکسلنسی حمدی الپاچہ چی وزیر اعظم عراق نے بغداد میں فرمایا کہ بحث و تمحیص نہایت کامیابی سے ختم ہوئی ہے۔

آپ نے اعلان کیا کہ مجھے یقین ہے کہ عرب ممالک وفاق عرب کے لئے کام کرتے رہیں گے اور جس بات کی تمام عربوں کو تمنا ہے وہ بہت جلد حاصل ہو جائے گی۔

ہز اکسلنسی سعد اللہ الجابری سابق وزیر اعظم شام نے جو مجلس میں اپنے ملک کے وفد کی قیادت کر رہے تھے کہا کہ میں نتائج سے خوش ہوا ہوں۔

آپ نے مزید کہا کہ مجھے امید ہے کہ اعلان میں جو فیصلے شامل ہیں ان پر جلد عمل کیا جائے گا۔

ہز اکسلنسی حبیب ابو شہلا نائب وزیر اعظم نے کہا لبنانیوں کی آزادی کے بارے میں عرب ممالک کا جو رویہ ہے اس کا اہم سبب کو علم ہے۔ مجلس کے منشور میں اس معاملہ پر جو زور دیا گیا ہے اس سے ہم کو بیحد خوشی ہوئی ہے کیونکہ اس سے سازشوں کے پاؤں تلے کی زمین نکل جائے گی جو لبنان اور آزادی لبنان کے بارے میں دوسرے عرب ممالک کے رویہ کے خلاف ہر موقع سے فائدہ اٹھا کر سازش کرتے رہتے ہیں۔

ہز اکسلنسی ریاض الصلح نے وزیر اعظم لبنان نے دار المندوبین کو بتایا۔

ہم لبنان میں کسی غیر ملک سے معاہدہ کرنا نہیں چاہتے۔ ہم صلح کانفرنس میں اس قسم کے بندھنوں سے آزاد ہو کر جانا چاہتے ہیں۔

"ہم مسلمان اور عیسائی ہر ایک کے مقابلہ میں اپنے خون سے لبنان کی آزادی برقرار رکھیں گے۔

ڈپٹی جارج اکل نے تین خیالات ظاہر کئے آپ نے کہا۔

(۱) ابتدائی مجلس کے تیار کردہ منشور پر مصر اور سعودی عرب کا دستخط نہ کرنا اچھا شگون نہیں ہے۔

(۲) لفظ لیگ جس سے کہ فیڈریشن (وفاق) ظاہر ہوتا ہے مبہم ہے اور وضاحت طلب ہے۔

(۳) بعض لبنانیوں کا خیال ہے کہ اگر منشور کی دفعات پر عمل کیا گیا تو لبنان کی آزادی ادھوری رہ جائے گی۔

ریاض الصلح نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ ایک لیگ آف نیشنز (مجلس اقوام) بن چکی تھی اور اس میں شریک ہونے والے ممبروں کی آزادی اور حکومت پر کوئی برا اثر نہیں پڑتا ہے۔

فلسطین کے عربی اخبارات نے مجلس کے اعلان کو جنگ میں عرب دنیا کا سب سے اہم واقعہ ظاہر کیا ہے۔ عرب حلقوں میں عام طور پر فیصلوں کا خیر مقدم کیا گیا ہے۔

"الدفاع" رقمطراز ہے "مسئلہ فلسطین پر بحث کے وقت دو حقیقتوں کو پیش نظر رکھنا چاہئے اول یہ کہ ...... آزادی عرب دنیا کے امن کو مستحکم بنانے پر تلے ہوئے ہیں اور دوم یہ کہ اب اتحاد عرب کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔

"صیہونیت کا خواب اس قسم کے احکام کے خلاف ہے جس سے اتحاد کا رخ ہے اور اس قسم کے اتحاد کے لئے رکاوٹ ہے۔ یہ ان لوگوں کا خیال ہے جن کی پشت پر کروڑوں عرب ہیں۔ ان کے فیصلے صاف اور مضبوط ہیں۔"

"البلاد" رقمطراز ہے۔ عرب ممالک نے اتحاد کی طرف کافی منازل طے کر لی ہیں۔

"اب یہ کام عرب لوگوں کا ہے کہ وہ اپنی اقوام کو تیاری دنیا سمجھنے کے تیار کریں تاکہ جنگ کے بعد وہ اپنے ملکوں میں متحد ہو کر اور دوسرے ممالک کے لیڈروں سے مل جل کر کام کریں۔"

قاہرہ کے اخبار "البلاغ" نے ان فیصلوں کو قابل عمل اور تمام عرب ممالک میں قابل نفاذ قرار دیا ہے۔

اخبار "المقطم" رقمطراز ہے کہ وفود نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ آگے چل کر یہ اخبار لکھتا ہے کہ جو کام مجلس نے انجام دیا ہے اس کے لئے وہ شکریہ کے مستحق ہیں۔ انہیں امید ہے کہ جو کام اسکندریہ میں شروع ہوا تھا اسے ختم کرنے کا ان کو آئندہ موقع ملے گا۔

انجمن انسداد قلت گرانی اجناس

حیدرآباد ۳ دی۔ انجمن انسداد قلت و گرانی اجناس کے زیر انتظام ارزاں فروشی چاول کی (۲۳) دوکانیں ہز ہائی نس شہزادی صاحبہ برار کی سرپرستی میں شہر کے مختلف محلوں میں غریبوں کی امداد کے لئے ایک عرصہ سے قائم ہیں۔ ماہ بہمن کے آغاز کے وقت چاول نہ ملنے کی وجہ سے اکثر غریب لوگوں کو اپنے راشن کارڈ جسٹر کرانے تھے مگر اب چاول فروخت کرنے کی اجازت ملنے کے بعد غرباء خاطر خواہ ان دوکانوں سے استفادہ کر سکتے ہیں کیونکہ چاول بازار کے نرخ سے ایک سیر کی بچت تک زیادہ فروخت کیا جا رہا ہے اور چاول سرکاری نرخ پر دیا جا رہا ہے۔ معتمد صاحب انجمن ہذا نے اہالیان بلدہ سے درخواست کی ہے کہ اپنے محلہ کے غریب لوگوں کے راشن کارڈ ان دوکانوں پر رجسٹر کرانے میں منتظمین دوکانات کی مدد کریں تاکہ حتی الامکان ہر محلے کے غرباء کو حسب منشاء ہز ہائی نس شہزادی صاحبہ برار امداد ہو سکے۔

ہندوستان کی صنعتی ترقی سے متعلق حکومت کی پالیسی

درآمدات پر کنٹرول رہے گا

سر اردشیر دلال کی توضیح

صنعتی پالیسی کی کمیٹی کے ایک اجلاس کو خطاب کرتے ہوئے جو بمبئی میں منعقد ہوا تھا سر اردشیر دلال نے کہا کہ پالیسی کمیٹی کے پہلے اجلاس میں آپ کا خیر مقدم کرتے ہوئے میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ اس امر کی نسبت آپ کا مشورہ رہنمائی اور اشتراک عمل مطلوب ہے کہ ہندوستان میں صنعتوں کو کس طرح فروغ دیا جائے۔ بڑے وسیع پیمانہ پر صنعتی نشوونما کو ترجیح کیا ہے اس وجہ سے کہ قومی دولت میں اضافہ کے لئے صنعتی ترقی لازمی ہے اور اس وجہ سے بھی کہ ہم ملک کی صنعتی ترقی کو بڑے پیمانہ پر ترقی دینا چاہتے ہیں۔ موجودہ عصر حاضر میں ایسے ملک کو کوئی سیاسی مستقل نہیں۔ جس نے اپنا نصب العین بہت بلند کیا ہے آپ اتفاق کریں گے کہ یہ قابل عمل ہے۔

بہت ممکن ہے کہ ہندوستان کی وسیع پیمانہ پر صنعتی توسیع سے بعض صنعتی ممالک کے لوگوں کو یہ اندیشہ ہو کہ ان کی تجارت اور صنعت متاثر ہوگی۔ اگر ایسا اندیشہ ہے بھی تو وہ ساتھی قوموں کی کمزوری اور بے اطمینانی کا نتیجہ ہوگا۔ اگر قومی زر ملک اب بھی یہ محسوس کرتے ہیں کہ وہ کم ترقی یافتہ ممالک کی صنعتی اور معاشی استحصال کی بنیاد پر مستقل خوشحالی حاصل کر سکیں گے تو اس جنگ کا عزم دوبارہ رونما ہوگا۔ یہ امر باعث طمانیت ہے کہ جہاں تک ملک معظم کی حکومت کا تعلق ہے وہ ہماری ضروریات اور تمناؤں سے اچھی طرح باخبر ہے۔

پالیسی کمیٹی کے علاوہ جو وقتاً فوقتاً پالیسی سے متعلق مسائل پر مشورہ دے گی اور ترقی کا مشاہدہ کرتی رہے گی یہ تجویز ہے کہ مختلف صنعتوں کی ترقی سے متعلق مسائل کی تحقیقات کرنے کے لئے متعدد کمیٹیاں تشکیل دی جائیں۔ ہندوستان کے صوبوں سے بھی یہ خواہش کی گئی ہے کہ وہ اپنے اپنے صوبوں میں صنعتی کمیٹیاں قائم کریں اور ممکن ہو تو جلد سے جلد صنعتی کمیٹی کے لئے ایسی صنعتوں کی ترقی سے متعلق تجاویز پیش کریں جو ان کے علاقوں کے لئے موزوں ہوں۔ ان کا منشاء ہے کہ مختلف علاقوں کی خاص خاص ضروریات نظر انداز نہ ہو جائیں۔ صوبائی کمیٹیوں کی تجاویز پیش نظر رکھ کر آخری تجاویز مرتب کی جائیں گی اس سے یہ مقصد نہیں ہے کہ ان تحقیقات کی تکمیل تک وہ اسکیمیں ملتوی کی جائیں جو مکمل ہو چکی ہیں۔

چھوٹی اور دیہی صنعتوں کا مسئلہ خاص طور پر قابل غور ہے۔ ان چھوٹی صنعتوں پر غور کرنے کے لئے

جو اس وقت موجود ہیں محکمہ رسد میں ایک شعبہ قائم کیا گیا ہے اور ان صنعتوں سے متعلق مسائل اس محکمہ کے مشورہ کے ساتھ طے کئے جائیں گے۔ دیہی صنعتوں کی مدد کے لئے صوبائی صنعتی کمیٹیوں کی سفارشات پر انحصار کرنا ہوگا۔

یورپ کی جنگ قریب الختم ہے۔ انگلستان اور امریکہ کے کارخانے شہری ضروریات کی طرف متوجہ ہو جائیں گے۔ اس کا بہت امکان ہے کہ تباہ شدہ ممالک اور دوسرے مقامات سے انگلستان اور امریکہ کو کثرت سے فرمائشات موصول ہوں گی۔ لہٰذا ہندوستان کے کارخانہ داروں کے لئے یہ ضروری ہے کہ جہاں تک جلد ممکن ہو مشینری کے لئے اپنی فرمائشات روانہ کر دیں۔ حکومت ہند اس مسئلہ پر غور کر رہی ہے اور بہت جلد ایک کمیونکے شائع کیا جائے گا جو فرمائشات راست روانہ کی جائیں ان کا اندراج حکومت کے پاس ہونا چاہئے۔

ایک تجویز یہ ہے کہ ہندوستان کے کارخانہ داروں کے لئے مشینری حاصل کرنے کی غرض سے امریکہ اور انگلستان میں ادارے قائم کئے جائیں۔ جو لوگ اپنی فرمائشات کا اندراج حکومت کے پاس نہیں کرائیں گے انہیں حکومت سے کوئی امداد نہیں ملے گی اور انہیں ان اشیاء کی درآمد کی اجازت نہیں ملے گی۔

بحث کی جا سکتی ہے کہ یہ طریقہ عمل منظم منصوبہ بندی کے خلاف ہے لیکن ہم ایک عام قسم کی نگرانی رکھیں گے۔ البتہ فرمائشات کا اندراج نہیں کیا جائے گا جو ہماری مجوزہ صنعتی اسکیم حکمت عمل کے خلاف ہو۔ ایک ہی قسم کی ضرورت سے زیادہ مشین کی کثرت ہو جائے۔ سرمایہ کے اجرا اور درآمدات پر جو کنٹرول اس وقت نافذ ہیں وہ برقرار رہیں گے۔ صنعتی ترقی کی تجاویز میں مقصد یہ ہے کہ لیکن فرمائشات کو جبر کرانے کا کوئی نقصان نہیں ہے کہ مختلف اقسام کی مشینری حاصل ہو سکتی ہے کہ کس مقدار تک ضروری ہے کہ طلب پوری ہو۔

پالیسی کے اہم مسائل میں نگرانی کا سوال شامل ہے۔ اس وقت سرمایہ کے اجرا اور درآمدات پر کنٹرول قائم ہے۔ جنگی ضروریات کے پیش نظر نگرانی مقصود ہے اور جنگ کے بعد منصوبہ کے مطابق ترقی مقصود ہو تو نگرانی برقرار رہنی چاہئے۔ موجودہ ہنگامی حالات کے ختم ہو جانے کے بعد مداخلت جس کے تحت جو قواعد نافذ ہیں ان کو قانونی صورت میں بدلنا پڑے گا۔ اس سلسلہ میں جو تدبیر اختیار کی جائیں گی

ان میں کارخانوں کے قیام کے لئے اجازت نامہ کی ضرورت بھی ہوگی کیونکہ اجازت ناموں سے ہی صنعتوں کو مختلف علاقوں میں قائم کرنا ممکن ہو سکے گا۔ جنگ کے بعد صنعتوں کے سلسلہ میں صوبوں اور ریاستوں کے تعلق سے بہت سے دستوری سوالات پیدا ہو گئے ہیں۔ بہت سے اہم امور ایسے ہیں جن کی نسبت حکومت کسی قطعی فیصلہ پر نہیں پہنچ سکی۔ ان میں سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ صنعت کا کنٹرول کس کے ہاتھ میں ہو۔ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ حکومت ہند جو صنعتی پالیسی کو دستور سے ظاہر کرنے کی طرف مائل ہے اور ان شرائط کو منضبط کرنا چاہتی ہے جن کا ان صنعت سے وابستہ ہیں۔ حکومت ایک مجلس عمل کے قیام پر بھی غور کر رہی ہے جس کا دائرہ عمل نہ صرف صنعتوں کی ترقی بلکہ محدود ہو جائے گا بلکہ جنگ کے بعد صنعتی ترقی کا دار و مدار بھی اس پر ہوگا تاکہ کارخانوں کے قیام کی اجازت وغیرہ بھی شامل ہو سکے۔ ایسی مجلس میں صوبہ جات اور ریاستوں کو بھی نمائندگی حاصل ہوگی۔

میں اب اس سوال سے بحث کروں گا کہ حکومت کو کس حد تک صنعتوں میں حصہ لینا چاہئے۔ اس مسئلہ کی نسبت بھی کوئی قطعی فیصلہ نہیں ہوا۔ بعض ایسی صنعتیں ہیں جیسی کہ سازوسامان کی ملکیت اور انتظام حکومت کے ہاتھ میں رہے۔ بعض صنعتیں ایسی ہیں جن کا قیام قومی مفاد کے لحاظ سے ضروری ہے مگر خانگی سرمایہ داروں کے لئے کوئی جاذبیت نہیں رکھتیں۔ ایسی صورت میں حکومت کو ان کی ملکیت حاصل کرنی پڑے گی۔ مگر ان کا انتظام یا تو حکومت کے ہاتھ میں رہ سکتا ہے یا خانگی کارخانوں کے ہاتھ میں۔

میری حکومت میں کسی خاص فلسفہ کی پابند نہیں۔ میرے پاس آخری معیار مفاد عامہ ہے۔ میں اپنے تجربہ کی بنا پر یہ کہہ سکتا ہوں کہ خانگی سرگرمیاں اور کوشش صنعتی ترقی میں اب بھی اپنا مقام رکھتی ہیں۔ نئے ہندوستان میں معاشی ترقی کی جماعت کے آخری مقصد میں اپنا میں یہ کہتا ہوں کہ ہم نظم کا اشتراک کمپنیوں اور بیوپاریوں سے متعلق کی پالیسی اختیار کی جاتی ہے یہ صنعتوں کی ملکیت کا سوال اور اس کی نگرانی ہے۔ ایک چیز اب بالکل واضح ہے حکومت کو پہلے کے مقابلے میں صنعتوں میں زیادہ حصہ لینا پڑے گا اور زیادہ نگرانی رکھنی ہوگی۔ صنعتی ترقی کا مقصد نہیں ہے کہ دولت مند کو زیادہ دولت مند بنایا جائے بلکہ ملک کی دولت میں اضافہ کیا جائے۔

میں آخر میں ریاستوں کے نمائندوں سے صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم نے صنعتی ترقی کے منصوبہ میں ریاستوں کا وضاحت کے ساتھ ذکر نہیں کیا۔ جو بات صوبہ جات پر صادق آتی ہے وہ ریاستوں پر بھی صادق آتی ہے۔ منصوبہ بندی کو کامیاب بنانے کے لئے ضروری ہے کہ دونوں ملک کے لئے ہو اور اگر ملک کا کوئی حصہ مثلاً ریاستیں علیحدہ رہیں تو یہ منصوبہ مشتبہ ہو جائے گا۔ مجھے امید ہے کہ یہ سلسلہ جاری رہے گا کہ کس حد تک اور کس طریقے سے ان کو تعاون سے مطابقت پیدا کریں گی جو اس وقت صنعتی ترقی سے متعلق ملک کی جنگ کا قائم ہیں۔

ہندوستانی ریاستوں کا ترقی پسندانہ نقطۂ نظر

مختلف سرگرمیوں کی قیادت

نواب صاحب بھوپال نے ریاستوں کے شعبۂ تشہیر کے عہدہ داروں کی پہلی تربیتی جماعت کا افتتاح فرمایا

ہندوستانی ریاستوں کے شعبۂ تشہیر کے عہدہ داروں کی پہلی تربیتی جماعت اور ہندوستانی ریاستوں کے شعبۂ تشہیر کے عہدہ داروں کی پہلی کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے ایوان روساء کے چانسلر ہز ہائی نس نواب صاحب بھوپال نے فرمایا سوئے فہمی کی بناء پر ریاستوں کی سرگرمیوں کے بارے میں جو غلط فہمیاں ہوتی ہیں اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ریاستوں میں تشہیر کو معیوب اور خلاف شان سمجھنے کا رجحان پایا جاتا ہے۔

ہز ہائی نس نواب صاحب بھوپال نے یہ دعویٰ فرمایا کہ کم از کم چند خاص میدانوں کی حد تک ریاستوں نے سب سے پہلے قدم اٹھایا اور باقی ہندوستان کی رہنمائی کی۔ اس سلسلہ میں نواب صاحب نے حیدرآباد کا ذکر کیا اور فرمایا کہ یہاں تقریباً ۵۰ سال پہلے مقننہ سے عاملہ کی علیحدگی عمل میں آئی اور اعلیٰ تعلیم کے لئے ملکی زبان کو ذریعۂ تعلیم قرار دیا گیا۔

ہز ہائی نس نواب صاحب نے وثوق کیساتھ اس بات کا اظہار فرمایا کہ ہندوستانی ریاستوں میں انہیں ایسی کوئی مثال نہیں ملی کہ کسی ریاست نے جدید ترقی پسند رجحانات کے قبول کرنے سے انکار کیا ہو۔

کاموں کی تشہیر اپنے آپ نہیں ہوتی

ہندوستانی ریاستوں کے شعبۂ تشہیر کے عہدہ داروں کا خیر مقدم کرتے ہوئے ہز ہائی نس نواب صاحب بھوپال نے فرمایا کہ جدید دنیا میں تشہیر کی ضرورت جو اہمیت رکھتی ہے وہ المظہر من الشمس ہے۔ زمانہ ماضی میں ہندوستانی ریاستیں عام طور پر تشہیر کو معیوب اور خلاف شان سمجھتی تھیں۔ اور یہ کہا جاتا تھا کہ ہمارے کام اور کامیابیاں خود ہماری تشہیر کریں گی۔ لیکن تجربہ نے یہ بتا دیا کہ اگر ایک طرف موجودہ زمانہ میں کام کم اور باتیں زیادہ بے وقعت اور خطرناک ہیں تو دوسری طرف یہ خیال بھی درست نہیں ہے کہ کاموں کی تشہیر اپنے آپ ہو جاتی ہے۔ ہز ہائی نس نواب صاحب نے فرمایا کہ انہیں یہ معلوم کر کے مسرت ہوئی کہ بدلتے ہوئے زمانہ نے ریاستوں کے نقطۂ نظر کو بھی بدل دیا اور اب تقریباً ہر ایک نے منظم طریق پر تشہیر کی اہمیت کو محسوس کر لیا۔

ہندوستانی ریاستوں کی قیادت

ایوان روساء کے چانسلر ہز ہائی نس نواب صاحب بھوپال نے خاص خاص کاموں میں ہندوستانی ریاستوں کی قیادت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ایک ہندوستانی ریاست ہی تھی جس نے برقابی اسکیم کی ترقی میں سب سے پہلے قدم اٹھایا۔ اور ملک کے برقابی وسائل کو اپنی قدیم اور روایتی جرأت سے کام لیکر استعمال کیا جس کی وجہ سے چند خاص علاقوں کی زرعی ترقی میں ایک انقلاب نمودار ہو گیا ہے۔ ایک اور ہندوستانی ریاست ہے (حیدرآباد) جس نے اعلیٰ تعلیم کا ایک بلند نصب العین پیدا کیا اور جس نے زر کثیر اور انتھک کوششوں کے ذریعہ ایک ہندوستانی زبان میں نئے ادب کو جنم دیا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج اس ریاست کے نوجوان جامعاتی تعلیم اپنی زبان میں حاصل کر رہے ہیں۔ ہز ہائی نس نواب صاحب نے فرمایا کہ ملک کے قدرتی وسائل صنعت و حرفت، زراعت، سائنس اور آرٹ کی ترقی میں ہندوستانی ریاستوں نے نمایاں شان سے حصہ لیا۔ ہندوستان کی ترقی میں ان ریاستوں نے جو حصہ لیا ہے وہ سچ پوچھئے تو ان کے وجود کو ہر طرح حق بجانب قرار دیتا ہے۔ سب سے پہلے ایک ہندوستانی ریاست (حیدرآباد) میں ریل، سڑک اور ہوائی آمد و رفت میں ربط قائم کرنے کا کامیاب تجربہ کیا گیا۔ مقننہ اور عاملہ کو الگ الگ کرنے کا تجربہ بھی سب سے پہلے ایک ہندوستانی ریاست (حیدرآباد) ہی میں کیا گیا۔ جہاں آج بھی اس پر عمل ہو رہا ہے۔ پست اقوام کی بھلائی کے لئے سب سے پہلے ہندوستانی ریاستوں ہی میں خاص مدارس کھولے گئے اور معمولی مدرسوں میں بھی ان کو شرکت کی عام اجازت ہے۔

ریاستیں اور نمائندہ ادارے

وقت کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے ریاستوں نے اپنے نظم و نسق میں جو تبدیلیاں کی ہیں ان کا ذکر کرتے ہوئے ہز ہائی نس نے فرمایا کہ اس میں شک نہیں کہ ہر ریاست اپنے اپنے طریقہ پر نظم و نسق چلا رہی ہے لیکن ان ریاستوں کے فراہم کئے ہوئے مواد سے جو اعداد ملے ہیں ان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آبادی کا ۳۰ یا ۶۰ فیصد حصہ نمائندہ اداروں کا حامل ہے جن کی نمائندگی کے مختلف مدارج ہیں۔ اس آبادی کے تقریباً ۵۰ فیصد حصہ میں منتخب کئے ہوئے ارکان کی اکثریت ہے۔ تقریباً ۲۰ ریاستیں ایسی ہیں جہاں نمائندہ اداروں کے قیام کے لئے دستور میں ترمیم کی جا رہی ہے۔

واجبی ناراضگی

ہز ہائی نس نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ دنیا والوں کو ابھی تک ریاستوں کی ان مخلصانہ کوششوں سے بے خبر رکھا گیا ہے جو نظم و نسق کے معیار کو بڑھانے اور اصلاحات نافذ کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً عمل میں لائی گئیں۔ ان اصلاحوں اور ترمیموں سے استفادہ کرنے والی آبادی کسی طرح ۵۰ فیصد سے کم نہیں ہے۔

ناقدین اگر ریاستوں پر پست حالی ہونے کا الزام لگاتے ہیں اور ان کی تعداد گنتا ہیں اور ترقی سے مستفید ہونے والی آبادی کے تناسب کو خاطر میں نہ لائیں تو وہ حق بجانب نہیں کیونکہ ہر نظم و نسق میں خامیاں ہوتی ہیں۔ صرف کم نظر ہی وہاں خامی تلاش کی جائیں تو بہتر سے بہتر ترقی یافتہ نظم و نسق میں بھی خامیاں ملیں گی۔ ہم اس کا دعویٰ نہیں کرتے کہ تمام ریاستوں کا نظم و نسق مکمل ہے یا اعلیٰ ترقی یافتہ ریاست مزید اصلاحوں یا ترمیموں کو قبول کرنا نہیں چاہتی۔ اصلاحوں اور ترمیموں کی ہمیشہ گنجائش رہے گی۔ لیکن حالت یہ ہے کہ محض لاعلمی کی بنا پر ان کی سرگرمیوں کے بارے میں غلط بیانیوں سے کام لیا جانے لگا تو ان کی ناراضگی بجا ہے خصوصاً جبکہ چند ذمہ دار حلقے حقیقی صورت حال کو صحیح انداز و نگاہ سے بیان بھی کر سکتے ہیں۔

فن تشہیر

ایوان روساء نے جن مقاصد کے تحت اس تربیتی نصاب کی بنیاد رکھی ہے اس کی تشریح کرتے ہوئے نواب صاحب بھوپال نے فرمایا کہ موجودہ زمانہ میں تشہیر کے کام ایک خاص فنی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس لئے ریاستوں کے بارے میں معلومات بہم پہنچانے اور خبروں کی تشہیر کرنے کے لئے خصوصی مہارت کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ ایسے بہت سے مسائل ہیں جن کے لئے مختلف ریاستوں کی تشہیری تنظیموں کی سرگرمیوں میں ربط کی ضرورت ہے تاکہ آپس میں معلومات کا تبادلہ آسانی سے ہو سکے۔ انہی دو مقاصد کی تکمیل کے لئے اس تربیتی جماعت اور ریاستوں کے شعبۂ تشہیر کے عہدہ داروں کی کانفرنس کا قیام عمل میں آیا ہے جو آئندہ سے ہر دو کی سرگرمیوں کا خاص جز سمجھا جانے لگا۔

ہندوستان میں امریکہ کا تجارتی مفاد

بقیہ سلسلہ صفحہ (اول)

کہ ہندوستان کو اپنے تجارتی اور سیاسی دوستوں کو منتخب کرنے اور کسی ملک کو ایسے تجارتی مراعات دینے سے انکار کرنے کا حق ہے جو ہندوستان کی صنعتی ترقی پر اثر انداز ہوتے ہوں۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ برطانیہ اور امریکہ میں معاشی قیادت کے لئے مسابقت شروع ہو گئی ہے۔ مگر ان دونوں کے لئے میدان تنگ ہے۔ صرف ایشیا ہی ایسا میدان مہیا کر سکتا ہے۔

(از نیشنل ہیرالڈ)

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

حیدرآباد میں مقامی صحافت کی دو منظم جماعتیں اس وقت موجود ہیں، ایک انجمن صحافت اور ایک مجلس مدیران۔ ان جماعتوں کی تنظیم میں سوائے ایک دو معاصرین کے تمام مقامی جرائد شامل ہیں۔ اس لئے یہاں صحافتی بدمذاقی کے منہ میں لگام دینے اور مذاق عامہ کو بدمذاقی میں مبتلا ہونے سے بچانے کے موثر ذرائع موجود ہیں۔ ہمیں یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ انجمن [?] اب اس مسئلہ پر غور کر رہی ہے اور ایسے جرائد کے خلاف موثر تدابیر اختیار کرے گی۔ (پیام مورخہ [?])

ہمیں یہ اطلاع ملی کہ اس غضب ناک [?] دیکھ بھال کی [?] کے بعد سے ہر مدیر یہ معلوم کرنے کے لئے پریشان ہے کہ قاضی صاحب کے عتاب کی بجلی کس پر گرنے والی ہے۔ ہر اخبار کی دفتری فائلیں اشاعتوں کو ٹٹولا جا رہا ہے تاکہ یہ معلوم کر لیا جائے کہ کن غلطیوں کا ارتکاب ہوا ہے یا ترک فرائض کی کتنی غلطیاں سرزد ہوئی ہیں۔ خبروں کے کالم، اداریے، اشتہارات اور حرف آخر کالم، غرض سب کا جائزہ لیا جا رہا ہے۔ حیدرآباد کی صحافت کو خوش ہونا چاہئے کہ اسے قاضی صاحب جیسا قائد مل گیا ہے جو بلا رو رعایت احتساب کے فرائض اس دیانت داری سے انجام دینے والے ہیں کہ خود پیام کے کالم بھی اس احتساب کی رو سے محفوظ نہیں رہ سکتے، اور پھر قاضی صاحب کی صحافت کا معیار بھی بہت بلند ہے۔ وہ صاف گوئی پسند کرتے ہیں، اگر انہیں یہ باور کرنے کی وجہ ہو کہ کسی نے جان بوجھ کر تنقید کا فرض ادا نہیں کیا اور مروت، رعایت یا مصلحت کے نام سے اپنی بگڑی سنبھالنے کی فکر کی تو قاضی صاحب ایسے اخباروں کو بھی معاف نہیں کرتے۔ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ قاضی صاحب کی سہولت کے لئے بعض ناظرین اخبارات مقامی جرائد کے [?] کی چھان بین کر کے مواد تیار کر رہے ہیں جو چار ابواب پر مشتمل ہے۔ (۱) کیا لکھا جانا چاہئے تھا جو نہیں لکھا گیا، (۲) کیا نہیں لکھا جانا چاہئے تھا جو لکھا گیا، (۳) وہ کونسے مسائل تھے جن میں متضاد آراء پیش کئے گئے، (۴) وہ کونسے مسائل تھے جن میں شخصیات کو اصول کے پردے میں چھپایا گیا۔

مگر ہماری اس اطلاع کے خلاف واقعہ یہ ظہور پذیر ہوا کہ قاضی صاحب نے مجلس مدیران سے اخبار "صبح" کی مفروضہ بدمذاقی کے خلاف ایک قرارداد منظور کرائی اور اخبار "[?]" کے معاملہ کو اس وقت دیکھی ان دیکھی کر دی جبکہ اس [?] کے بند ہونے کی خبر شائع ہو چکی تھی۔ یہ ہے قاضی صاحب کی خوش مذاقی! قاضی صاحب زندہ باد!! انجمن صحافت مردہ باد!!

کیونکہ وہ اس اہم فرض سے غافل ہے۔

ہندوستان کی کمیونسٹ پارٹی کا ترجمان "قومی جنگ" تحریر کرتا ہے کہ:

"آج پہلی بار اس کا امکان پیدا ہو گیا ہے
کہ سوویٹ حکومت کی امداد سے ایران اپنے
تیل کی صنعت کو برطانوی سرمایہ داروں کی
دستبرد سے آزاد ہو کر فروغ دے۔"

برطانوی سرمایہ داروں کی دستبرد سے آزاد ہو کر کہیں ایران روس کی سامراجی اشتمالیت کا شکار نہ ہو جائے!

غرض دو گونہ عذاب است جان مجنوں را۔

انجمن طلبائے قدیم جامعہ عثمانیہ کا پتہ آخر چل ہی گیا۔
منظم جاہی مارکٹ۔ (ایک معاصر کی سرخیاں)

مگر اس کا ان کے ممبروں کو بھی کم پتہ ہے۔

ایک تجویز زیر بحث ہے کہ غذائی اجناس کی [?] مالگزاری کی معافی کر دی جائے اور اس کے بجائے انکم ٹیکس [?] نقدی اجناس پر سیلس ٹیکس نافذ کیا جائے۔ لیکن "مشیر دکن" کے فاضل اداریہ نگار نے کسی وکیل صاحب کی اس تجویز کی تائید کی ہے کہ زراعتیات [?] زرعی پیداوار پر [?] دوبارہ عائد کیا جائے۔ شاید اسی موقع کے لئے کسی شاعر نے کہا تھا:

باشد بقد۔۔ رحمت کو اعتبار تو

"مشیر دکن" کے فاضل اداریہ نگار نے حکومت سے یہ خواہش کی ہے کہ اگر واقعی ایسی کوئی تجویز زیر غور ہے تو رعایا سے مشورہ کیا جائے۔

محترم پنڈت جی کی خدمت میں عرض ہے کہ زرعی مالگزاری کی معاف کرنے کے سلسلہ میں مشورہ طلب امر کیا ہے؟ کیا کوئی شخص ایسا بھی ہو سکتا ہے جو اس کے خلاف رائے دے؟ آپ صاف صاف کیوں نہیں کہتے کہ انکم ٹیکس نافذ نہ کیا جائے۔ اتنی سی بات کہنے کے لئے ۱½ کالم کے اداریہ کی کیا ضرورت تھی؟

حکومت سرکار عالی نے غلے کے گوداموں کا انتظام سرکاری [?] اور بیوپاریوں سے واپس لے کر امداد باہمی کی انجمنوں کے سپرد کیا تو اس واقعہ کو آندھرا مہاسبھا کانفرنس کی مجلس عاملہ [?] کرتی ہے:

"گوداموں پر عوامی نمائندوں کی مداخلت
کو روکنا تشویش کا باعث ہو رہا ہے۔"

گویا سابق کارندہ سرمایہ دار تاجر عوامی نمائندے تھے جن کو ہٹایا جانا آندھرا کی کمیونسٹ پارٹی کے لئے تشویش کا باعث ہو رہا ہے۔ آندھرا کمیونزم کی جے!!

سب سے بڑا کام ۱۹۳۵ء کے دستور کے تحت الکشن لڑانا نہیں ہے بلکہ اس فتنہ انگیز دستور کی عمارت کو مسمار کرنا ہے۔ (پیام مورخہ [?])

جس وقت یہ وفاقی عمارت بنائی جا رہی تھی تو قاضی صاحب اس کے نقشہ کی تعریف میں رطب اللسان تھے اور نقش و نگار کو اپنی شاعرانہ نثر سے اجاگر کرتے جاتے تھے۔ آج جبکہ وہ عمارت منہدم ہو گئی ہے تو قاضی صاحب اس کو مسمار کرنے کے لئے پھاوڑا اور بیلچہ سنبھال رہے ہیں۔ یہ ہے قاضی صاحب کی سیاست۔

"بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے"

اس پر ارشاد ہوتا ہے کہ:

"لیگ کو توڑ کر کیا اس کا سیاسی ورثہ بیانات
[?] الف، تا دے ماسٹر ۱۹۳۵ء کے جس اور
کہنہ دستور میں مرکوز ہے"

ہمیں خبر نہ تھی کہ رشتہ ۱۹۳۵ء کے دستور سے پاکستان مل رہا تھا۔ اب ظاہر ہو گیا کہ مسٹر جناح کو قاضی صاحب جیسے ایک معلم کی سخت ضرورت ہے۔

مہاتما گاندھی نے ان لیڈروں کو جو ان کے برت رکھنے کے ارادے سے متعلق استفسار کرنے جمع ہوئے تھے جواب دیا کہ وہ "خدا کے پیام" کا انتظار کر رہے ہیں اور اگر وہ آئے تو وہ برت نہیں رکھیں گے۔

(اسوسی ایٹیڈ پریس)

"خدا کے پیام" کا آنا یا نہ آنا مہاتما جی کے ہاتھ میں ہے [?] جو اروح القدس اپنے منصب سے معزول ہے۔

جنوبی افریقہ میں ہندوستانیوں کا اتحاد۔
(ایک اخبار کی سرخی)

اور خود ہندوستان میں!

مجلس مشاورتی بلدیہ کے اجلاس میں انسداد گداگری [?] کے بارے میں تدوین قانون کا مسئلہ زیر غور رہا۔
(ایک خبر)

توقع ہے کہ ختم جنگ سے پہلے قانون نافذ ہو جائے گا۔

اجتماعی کاشتکاری

زار کے سامراجی دور حکومت میں روس کے کسانوں کی حالت ناقابل برداشت تھی۔ اکثر کسانوں کے پاس اپنی زمین نہیں تھی۔ کھیتی بھی پرانے طریقے سے معمولی اوزاروں سے کی جاتی تھی۔ انقلاب روس کے بعد وہاں کے کسانوں کو مفت زمین کاشت کرنے کے لئے مل گئی۔ کسانوں کی حالت اتنی بدتر تھی کہ وہ انفرادی طور سے جدید قسم کی زرعی مشینیں استعمال کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے تھے اور ضرورت اس کی تھی کہ افلاس جلد سے جلد ختم کیا جائے اور کھیتوں کی پیداوار بڑھائی جائے۔ اس کے لئے لینن نے ایک ترکیب نکالی۔ اس نے کسانوں کو متحد ہونے کا مشورہ دیا کہ وہ اپنے تمام وسائل کو اجتماعی طور سے استعمال کریں، چھوٹی چھوٹی زمینوں کو ملا کر بڑے بڑے اجتماعی کھیت بنائیں اور ان میں سائنٹیفک طریقے سے نئی مشینیں استعمال کریں جو حکومت ان کو مہیا کرے گی۔ اس مقصد کے لئے پہلے سوویت یونین نے ریاست کی طرف سے اجتماعی کھیت بنائے۔ اس طرح کسانوں نے اپنی آنکھوں سے اجتماعی کھیتی کا فائدہ دیکھ لیا۔

۱۹۲۹ء سے کسان بڑی تعداد میں اجتماعی کاشتکاری کرنے لگے۔ کولکوں (بڑے امیر کسان) نے ان کی مخالفت کی لیکن غریب کسان [illegible] دکھ کا بوجھ ہمیشہ کے لئے اپنے کندھوں پر اٹھائے رہنے کے لئے تیار نہیں تھے۔ انہوں نے امداد باہمی کی انجمنیں قائم کیں اور اپنے تمام وسائل کو یکجا کر کے اجتماعی کاشتکاری کی طرح ڈالی۔ حکومت نے انہیں جو مشینیں اور دیگر وسائل مہیا کئے وہ کسی ایک کسان کے نہیں بلکہ سب کسانوں کی اجتماعی ملکیت تھے۔

سوویت یونین میں زمین ریاست کی ملکیت ہے لیکن اجتماعی کاشتکاری کے لئے کسانوں کو مفت دی جاتی ہے۔ اجتماعی کھیتوں سے کسانوں کے کیا حقوق ہیں یا ان کے کام کی تقسیم کیسے ہوتی ہے، پیداوار اور آمدنی آپس میں کیسے بانٹی جاتی ہے اس کو ایک ابتدائی خاکہ بنا دیا گیا ہے جس کی تفصیلات ہر اجتماعی کھیت کے کسان باہمی مشورے سے خود طے کرتے ہیں۔ اس قانون کے مطابق خاص خاص ذرائع پیداوار اجتماعی ملکیت ہوتے ہیں۔ مثلاً نسل کشی کے جانور، زراعتی اوزار، بیج کے ذخیرے اور کھیت کی عمارتیں وغیرہ۔ ہر کسان کے گھر سے ملی ہوئی ایک قطعہ زمین اس کے ذاتی استعمال کے لئے ہوتی ہے۔ ہر کسان کچھ ذاتی چیزیں رکھ سکتا ہے مثلاً جیسے کہ مکان اور ذاتی استعمال کے لئے گائیں، بھیڑیں اور بکریاں وغیرہ۔ فارم کی ضرورت اور ریاست کے مطالبے پورے کرنے کے بعد جو کچھ آمدنی ہوتی ہے وہ کسانوں کے درمیان تقسیم کر دی جاتی ہے۔ اس کا معیار کام کی نوعیت اور مقدار کے مطابق طے ہوتا ہے۔ اجتماعی کھیت میں جس کسان نے جتنا زیادہ اور اچھا کام کیا ہے اس کی آمدنی بھی زیادہ ہوتی ہے۔ کسانوں کی آمدنی برابر بڑھتی جا رہی ہے۔ چنانچہ ۱۹۳۲ء کے مقابلے میں ۱۹۳۷ء میں تمام اجتماعی کھیتوں کی مجموعی آمدنی دس گیارہ ارب روپے سے بڑھ کر کوئی تیرہ ارب کے قریب پہنچ گئی۔ ایک کسان کی ماہوار آمدنی کا اوسط تین چار سو روپیہ کے قریب آتا ہے۔

اجتماعی کاشتکاری کی ترقی کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ ۱۹۲۸ء میں ۱۰ فی صدی قابل کاشت زمین پر اجتماعی کھیتی ہوتی تھی۔ ۱۹۳۸ء میں ۹۳ فی صدی زمین پر اجتماعی کھیتی ہونے لگی۔

اجتماعی کاشتکاری کے امتحان کی گھڑی اس وقت آئی جب جرمنی نے سوویت یونین پر حملہ کیا۔ دشمن کے ہاتھ میں جو علاقے چلے گئے ان کی پیداوار کی کمی کو دوسرے علاقوں کے اجتماعی کاشتکاروں نے بڑی محنت سے پورا کیا۔ وہ سرخ فوج کی امداد بھی دل کھول کر کرتے رہے کیونکہ ان کے کھیتوں کو دشمن کی دست برد سے بچانے کے لئے خود ان کے بیٹے لڑ رہے ہیں۔ سوویت یونین کے صرف اجتماعی کاشتکار تقریباً پندرہ ارب روپیہ سرخ فوج کو دے چکے ہیں۔

مسئلہ اغذیہ پر مباحثہ

رکن اغذیہ کی تحریک میں ترمیمات

نئی دہلی۔ ۵ نومبر۔ آج مرکزی اسمبلی نے ملک کی غذائی صورت حال پر مباحثہ کا دوبارہ آغاز کیا جو گزشتہ پنجشنبہ کو شروع کئے گئے تھے۔

رکن اغذیہ کی اس تحریک میں کہ ایوان ملک کی غذائی صورت حال پر غور کرے آج ۲ مزید ترمیمات پیش کی گئیں جس میں یہ درخواست کی گئی ہے کہ دالوں اور دیگر اجناس کی کنٹرول شدہ قیمتوں پر نظر ثانی کی جائے اور بد عنوانیوں اور درمیانی اشخاص کے منافع کو کم کرنے کے لئے تدابیر تجویز کی گئی ہیں۔ اس میں یہ بھی مطالبہ کیا گیا ہے کہ جدید آبپاشی کی اسکیمیں اور کھاد سازی کی تدابیر اختیار کی جائیں تاکہ ملک کی پیداوار اغذیہ میں اضافہ ہو سکے۔

دوسری ترمیم مسٹر [illegible] نے پیش کی جس میں یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ پیدا کنندہ، تقسیم کنندہ اور صارفین کی ایک انجمن امداد باہمی قائم کی جائے۔

آج کے مباحثہ میں مسٹر [illegible] مسٹر پی بی [illegible] (یورپین جماعت)، مسز ستیا نارائن سنہا، مسٹر [illegible] غزنوی، مسٹر [illegible] منظور خان، مسٹر [illegible] گپتا، مسٹر [illegible]، مسٹر اطہر علی اور راؤ بہادر شیوراج نے حصہ لیا۔

اکثر مقررین نے موثر نگرانی، ذرائع نقل و نسق، رشوت ستانی، گودام اور نقل و حمل میں مال جو ضائع ہوتا ہے اس کے انسداد اور درمیانی اشخاص کے منافع کی بیخ کنی اور ملک میں چاول کی پیداوار میں اضافہ کی خاص تدابیر پر زور دیا۔

آج کے اجلاس کے اختتام پر سر سلطان احمد قائد ایوان نے تجویز کی کہ چونکہ حکومت کی یہ خواہش ہے کہ غذائی صورت حال پر مباحثہ کل ختم ہو جائے اس لئے وقت سوالات کے بغیر ہی کام چلانا چاہئے۔ صدر ایوان نے اس سے اتفاق کیا۔

توقع ہے کہ تمام قائدین جماعت کل تقریر کریں گے جس کے بعد رکن اغذیہ مباحثہ کا جواب دیں گے۔

کیا گاندھی جی کوئی نیا قدم اٹھائیں گے؟

پٹنہ۔ ۵ نومبر۔ [illegible] کے نامہ نگار کو معلوم ہوا ہے کہ گاندھی جی نے خورشید [illegible] کے ذریعہ مختلف کانگریسی صوبوں کے صدر اور صوبہ کانگریس اسمبلی پارٹیوں کے لیڈروں کو [illegible] کے متعلق ایک سوال نامہ بھیجا ہے۔ اس کے مندرجات جو پوشیدہ رکھے جا رہے ہیں خاص قاصدوں کے ذریعہ بھیجے گئے ہیں۔ پہلے سوال میں گاندھی جی نے صوبوں سے متعلق کانگریسی سیاست کا رجحان، عوام پر اس کا اثر اور ان سے سوال کیا ہے کہ فرقہ وارانہ ہنگاموں کے تاثرات معلوم کئے ہیں۔ دوسرے سوال میں ان کے مختلف پروگراموں کی سرگرمیوں کے خیالات معلوم کئے ہیں اور یہ جاننا چاہا ہے کہ اگر کوئی تحریک شروع کی جائے تو وہ کس حد تک اس قسم کے پروگرام کو عملی جامہ پہنا سکتے ہیں۔

خیال کیا جاتا ہے کہ اس میں سب سے زیادہ زور اس بات پر دیا ہے کہ اب ہمیں تعمیری کاموں کی طرف متوجہ ہونا چاہئے اور مزدوروں، کسانوں اور طلباء میں [illegible] کا اظہار کرنا چاہئے اور عوام کو کمیونسٹوں کے بڑھتے ہوئے اثر سے بچانا چاہئے۔ اگرچہ انہوں نے مسلم عوام سے تعلق پیدا کرنے کے لئے کوئی مخصوص ہدایت نہیں کی ہے لیکن ان کے سوال سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ گاندھی جی مسلم عوام میں ایک تعلق پیدا کرنے کی تجویز رکھتے ہیں۔ جماعت کے ایک سرکردہ [illegible] کا خیال ہے کہ گاندھی جی کوئی نیا قدم اٹھانے پر سنجیدگی سے غور کر رہے ہیں اور وہ اپنے تمام تعمیری پروگراموں کے ذریعہ عوام کو [illegible] کے لئے تیار کر رہے ہیں۔

عام طور پر یہ خیال کیا جا رہا ہے کہ گاندھی جی ان تمام [illegible] کو جاننے کے بعد [illegible] اور [illegible] حکومت [illegible] کانگریس [illegible]

حیدرآباد میں زیادہ غلہ اگانے کی مہم

آنریبل مسٹر گرگسن کی تقریر کے اقتباسات

آنریبل مسٹر گرگسن کی اس تقریر کے اقتباسات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں جو جنگی پالیسی میں زیادہ غلہ اگانے کی مہم کے لئے مختص کردہ یوم کے موقع پر کی گئی تھی۔

ہندوستان کے دوسرے حصوں کی طرح ہم نے بھی زیادہ غلہ اگانے کی مہم کے ضمن میں بہت کام کیا ہے میں زیادہ اعداد و شمار پیش کرکے آپ کو پریشان کرنا نہیں چاہتا۔ تاہم اتنا کہوں گا کہ گزشتہ ۱۳۵۲ف اور ۱۳۵۳ف میں ہم نے علی الترتیب (۱۱۱،۰۰۰) اور (۱۹۳،۵۰۰) ایکڑ پر اجناس خوردنی کی کاشت کے لئے بہتر قسم کے تخم تقسیم کئے۔ گزشتہ سال (۲۲،۰۰۰) ایکڑ اور اس سال (۱۵،۰۰۰) ایکڑ رقبہ کے لئے کھاد کے طور پر استعمال کرنے کی غرض سے مونگ پھلی کی کھلی تقسیم کی گئی۔ اس سال تقسیم کی ہوئی مقدار میں جو کمی ہوئی ہے اس کا سبب یہ ہے کہ بارش کم ہوئی اور اس کی تقسیم کے لئے جو زمین منتخب کیا گیا تھا اسے پوری طرح زیر کاشت لانا ممکن نہ ہو سکا۔ ہڈی اور مرکب کھاد کے استعمال کو ترقی دینے کی تدبیریں بھی ہم نے اختیار کی ہیں اور تمام بڑے مقاموں میں کوڑا کرکٹ سے مرکب کھاد تیار کرنے کا کام اس سال خاص طور پر شروع کیا گیا ہے۔ بہتر قسم کے تخم اور کھاد استعمال کرنے کے لئے کثیر رقمیں بطور تقاوی کی تقسیم کی گئی ہیں چنانچہ ۱۳۵۳ف میں ہم نے اس مقصد کے لئے ۲۴ لاکھ روپے صرف کئے ہیں۔ جنگ سے پہلے سال سے جو ہم نے چھوٹے ریشے والی کپاس کے بجائے اجناس خوردنی کی کاشت کو ترقی دینے کے لئے بہت کوشش کی اور یہ کام علاقہ مرہٹواڑہ میں خاص طور پر انجام دیا گیا اگرچہ کہ تمام ہندوستان میں کپاس کی قیمتیں بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے ۱۳۵۲ف میں ہماری کوشش ناکام رہی۔ ہم نے افتادہ آراضیات بھی قلیل مدت کے لئے برائے نام لگان پر اٹھادی ہیں اور یہ شرط عائد کی ہے کہ اس اراضی پر غلہ کی کاشت کی جائے۔ جو تالاب خشک پڑے تھے ان میں غلہ کاشت کرنے کی اجازت دی اور نظام ساگر، ڈنڈی اور آب پاشی کے دوسرے وسائل کے تحت کاشت کو بھی ترقی دی۔ اس سال بیدر اور چند اور اضلاع میں دوام پر جنگلوں کی تقسیم بھی شروع کی گئی ہے جیسا کہ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں گزشتہ سال کپاس کی بڑھی ہوئی قیمتیں کاشتکاروں کے لئے بڑی کشش رکھتی تھیں اور اس کی وجہ سے ایسے زمانہ میں جبکہ جہاں تک ممکن ہو زیادہ سے زیادہ غلہ پیدا کرنے کی ضرورت تھی کپاس اور مونگ پھلی کے زیر کاشت رقبہ میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا۔ اس میں شک نہیں کہ مونگ پھلی کا تیل غذا کا ایک جز ہے لیکن یہاں مونگ پھلی کی کاشت زیادہ تر اس کو تیل برآمد کرنے کے لئے کی گئی۔ گزشتہ سال موسمی حالات بھی موافق نہ تھے۔ چنانچہ

کہ جنگ میں فصل ربیع کی کاشت کے وقت بارش کی رفتار غلہ سے زیادہ کپاس کی کاشت کے لئے موزوں تھی۔ حالات سے مجبور ہو کر ہم نے اس سال سختی اختیار کی اور زیادہ نفع بخش فصلوں کی کاشت پر تحدید عائد کرنے کے لئے ایک دستور العمل نافذ کیا جس کی رو سے کاشتکاروں کے لئے کم از کم دو تہائی اراضی پر اجناس خوردنی کی کاشت کرنا لازمی قرار دیا گیا ہے۔ ہم نے صرف قانون بنانے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ ہر ضلع میں تعلقداروں نے پٹیلوں، پٹواریوں اور غذائی نگرانی کی اسکیم کے تحت مواضعات میں قائم کی ہوئی غذائی مجالس کے اراکین کو جمع کرکے ہر شخص کے دل میں یہ خیال پیدا کر دیا کہ ملک میں غلہ کی قلت کو رفع کرنا ہر شخص کا مذہبی فرض ہے اور اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ نہ صرف ممالک محروسہ بلکہ تمام ہندوستان میں کپاس اور مونگ پھلی کے تحت رقبہ میں کمی کی جائے۔ ہمارے ابتدائی اعداد و شمار کی پہلی مدت کے اعداد کے مطابق اس سال کی فصل خریف میں کپاس کے زیر کاشت رقبہ میں ۳۲ لاکھ ایکڑ سے ۱۱ لاکھ تک کمی ہو گئی ہے اور مونگ پھلی کے زیر کاشت رقبہ میں بھی ۱۴ لاکھ سے ۲۹ لاکھ ایکڑ تک کمی ہوئی ہے۔ بحیثیت مجموعی ان دونوں فصلوں کے زیر کاشت رقبہ میں (۲۶۲،۳۰۰) ایکڑ کی کمی ہوئی ہے۔ موسمی حالات کی وجہ سے یہ ممکن نہ ہو سکا کہ اس تمام رقبہ پر فصل خریف کی کاشت کی جائے۔ تاہم اس فصل میں اجناس خوردنی کے تحت رقبہ میں تقریباً (۵۰،۰۰۰) ایکڑ کا اضافہ ہوا ہے اور دالوں کے تحت رقبہ میں بھی (۲۴۹،۰۰۰) ایکڑ کا اضافہ ہوا۔ ہمیں ہر طرح اس بات کا یقین ہے کہ آتی ربیع الثانی فصل ربیع کی کاشت کے لئے تیار کی گئی ہے اور بیشتر حصہ پر اجناس خوردنی کی کاشت کی جا چکی ہے لیکن مجھے ڈر ہے کہ بارش کی وجہ سے بعض اضلاع میں کچھ دیر ہو جائے۔ زیادہ نفع بخش پیداواروں کے بجائے اجناس خوردنی کی کاشت میں یہ جو قابل لحاظ اضافہ ہوا ہے میں اس کا واحد سبب صرف متعلقہ قانون اور اس میں مقرر کی ہوئی سزاؤں یا کپاس کی قیمتوں میں کمی کو قرار نہیں دے سکتا بلکہ میں بڑی حد تک اس کا سبب کاشتکاروں کے اس احساس کو بھی سمجھتا ہوں کہ غذائی مسئلہ کو حل کرنے میں انہیں بھی حصہ لینا چاہئے۔

جہاں تک کہ اشیاء خوردنی کے حصول اور تقسیم کا تعلق ہے ہم نے اپنے مخصوص سیاسی حالات کو محسوس کرتے ہوئے اور اپنے آئینی مرتبہ کو پوری طرح ملحوظ رکھتے ہوئے اس مسئلہ پر کل ہند نقطہ نظر سے غور کیا اور یہ کوشش کی کہ مرکزی حکومت نے تمام ملک کے لئے اس بارے میں جو پالیسی اختیار کی ہے اس میں ممکنہ حد تک پوری طرح مدد دیں۔ برما سے چاول کی درآمد بند ہو جانے کی وجہ سے ہم اپنے جنوبی ہمسایوں سے چاول کی اتنی مقدار حاصل نہ کر سکے جو جنگ سے قبل درآمد کی جاتی تھی اس وقت ([illegible]) ٹن کے قریب چاول درآمد کیا جاتا تھا لیکن گزشتہ سال ہم اپنے یہاں چاول کی فصل خراب ہو جانے کے باوجود صرف ([illegible]) ٹن چاول درآمد کر سکے۔ چنانچہ ہم نے زیادہ احتیاط سے کام لیا اور حیدرآباد، سکندرآباد، ورنگل اور دیگر بیشتر مرکزوں کی طرح راشن بندی نافذ کر دی۔ محبوب نگر، [illegible]، شاہ آباد اور [illegible] میں اس کے نفاذ کی منظوری دی اور متعدد قصبات میں ہر خاندان کے لئے ایک قسم کا راشن کارڈ جاری کرنے کا طریقہ [illegible] مواضعات کے لئے راشن مقرر کرنے اور ممالک محروسہ کے مشرقی حصہ میں جہاں غلہ کی قلت ہے وہاں مواضعات میں راشن بندی کرنے کی اسکیم سے متعلق تجاویز بھی منظور کیں۔ چاول کی قلت کی وجہ سے ہم نے ہر جگہ چاول کے روزانہ راشن میں کمی کر دی خوش قسمتی سے اب ہمارے لئے یہ ممکن ہو گیا ہے کہ چاول میں جو کمی ہوئی ہے اس کی تلافی دوسرے زیر نگرانی اجناس خوردنی سے کر دی جاتی ہے۔ دالوں پر نگرانی نہیں قائم کی گئی ہے لیکن ان کی فراہمی بہت کافی ہو چکی ہے۔ بڑے مقامات میں راشن بندی کرنے کے لئے ضروری ذخیروں کے حصول، غلہ کی قلت والے اضلاع اور اہم سربراہوں اور منتقلوں کے لئے انتظام اس طرح ممکن ہو سکا ہے کہ ہر کاشتکار کاشت کئے جانے والے ہر ایکڑ پر غلہ کی مقررہ مقدار لازمی طور پر وصول کی گئی اور اس مقدار کو وصول، جمع، منتقل اور تقسیم کرنے اور جن علاقوں میں پیداوار ضرورت سے زیادہ ہوتی ہے وہاں غلہ کی مزید خریداری کرنے کے لئے حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن کے نام سے ایک وسیع نظام قائم کیا گیا ہے۔ بدقسمتی سے گزشتہ سال کے ناموافق حالات کی وجہ سے دوسرے صوبوں اور ریاستوں کے لئے ([illegible]) ٹن سے زیادہ باجرہ وغیرہ برآمد کرنا ممکن نہ ہو سکا۔ لیکن ہم نے باقی ماندہ ہندوستان کے لئے (۵۵،۰۰۰) ٹن والیس روانہ کیں اور اس کے علاوہ خود [illegible] مونگ پھلی، انڈے، مچھلی، مرغیاں، بھیڑیں اور بکریاں وغیرہ بھی بڑی تعداد میں برآمد کیں۔ گزشتہ سال ہمیں شدید مشکلات درپیش تھیں اور اضلاع رائچور اور گلبرگہ کے کئی تعلقوں میں قحط بھی تھا اس کے باوجود ہم نے (۵۰،۰۰۰) ٹن باجرہ وغیرہ برآمد کیا اور اس کے علاوہ اپنے متحاربہ ہمسایوں اور فوج کی بھی متعدد طریقوں پر مدد کی۔ ہمارے انتظامات کے لئے یہ ضروری تھا کہ وہ ایک ایسے ملک میں مسلسل تشہیر اور نشر و اشاعت کا کام کرے جہاں کی دیہی آبادی بالعموم سیاسی انتشار سے غیر ترقی یافتہ ہے۔ مرکزی مشاورتی مجلس اغذیہ کے علاوہ ہم نے اضلاع اور تعلقہ جات میں اور ہر ایک موضع میں مجالس اغذیہ قائم کیں تاکہ وہ حصہ پیداوار کی وصولی، غلہ کی خریداری اور اغذیہ

...سے متعلق نشر و اشاعت کا سامان ہو۔ یہ کہنا غلط ہو گا۔ میں نہیں کرتا کہ ان تمام مجالس نے اپنا کام پوری طرح انجام دیا ہے یا یہ کہ ان کی مطبوعات کی تعداد زیادہ ہے۔ جہاں تک ان مجالس پر خرچ کی جانے والی رقم کا تعلق ہے تا ہم نئی اصلاحات کے ساتھ ... میں ان مجالس سے جو کام لیا گیا ہے ... نے ... کمیٹی مقرر کی ہے۔ مطالعات کی مجالس اقتصادی ... کی شاخ مجلس اقتصادیات ... بالخصوص موجودہ ... کی مجلس ... میں بھی مسٹر ... کی اور تعمیری تحقیق کے لئے ... کی تحقیق ... ان فیڈریشن کی اور ان کی امداد کے بغیر یہ مجالس ... کی ... تقسیم اور ... کا انتظام کرنے اور ... کی تائید حاصل کرنے میں جس حد تک کامیاب نہیں ہو ... کی تکمیل کا سبب ہوتی ہے۔

مسلمانوں کی معاشی تنظیم کا اہم سوال

قائداعظم کی تقریر

نئی دہلی۔ ... دسمبر۔ مجلس منصوبہ بندی کل ہند مسلم لیگ کو مخاطب کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا کہ مسلم لیگ ایک سیاسی جماعت ہے مگر چونکہ زندگی کے مختلف شعبہ جات ... مسلمانوں ... اسے الگ نہیں رکھ سکتے ... تعلیم ... فلاح و بہبود اور اس قسم کے دوسرے امور ... سے ... کے لئے ہیں اس لئے ہم مسلمانوں کو معاشی میدان میں منظم کرنا چاہتے ہیں ... ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ ہم یقین رکھتے ہیں ... کہ ان کے ... ترقی کر سکتے ہیں کہ جس طرح سیاسی لحاظ سے مسلمانوں کو بھی ... سے منظم کر لیا ہے جو نہ صرف ... کچھ کرگزرنا باقی ہے ... میدان سیاست میں مسلم لیگ نے اپنے پاؤں ... کی ... سے اور اپنے کام کو جاری و برقرار رکھنے کے قابل ہے ... صورت معاشی زندگی کے شعبہ کا ہم ... صغیر ... ایسا امر ہے جس پر کچھ زمانے سے ہماری توجہات مبذول ... میں جہاں کہیں بھی رہوں اور جن مسلمانوں نے مجھے ... کی ہے ان پر اپنے اس خیال کا اظہار کیا کہ جس ... ممکن سب سے پہلے موقع پر کل ہند مسلم ایوان تجارت ... قائم کرنا چاہئے۔

مسٹر جناح نے یہ بھی کہا کہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قریب ... مسلم اہم صوبہ جات میں مسلم ایوانات تجارت قائم ہو گئے ... ضرورت ہوگی کہ ان ایوانات کے ایک وفاق مسلم ... تجارت میں متحد و متفق ہو جانے کا تصفیہ کر لیا ہے ... کے نصب العین کا تذکرہ کرتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا ... کا مقصد یہ نہیں ہے کہ دولتمندوں کو اور زیادہ دولتمند ... جائے اور چند افراد کے ہاتھوں میں دولت کے جمع ... کو ... ترقی کو ... کر دیا جائے ... کا مطمح نظر یہ ہونا ... عوام کے عام معیار زندگی کو بہتر اور ہم آہنگ کر دیا ... (۱۔ پ)

اس کے بعد مسٹر جناح نے توقع ظاہر کی کہ مجلس مذکورہ پاکستانی علاقوں میں معاشی ترقی کے اصول مدون کرے گی۔

مسٹر جناح نے ایک عالمی کی حیثیت سے اس کا دعوی کیا کہ پاکستان ایک غریب مملکت نہیں ہوگی اور وہ ہندوستان کے برابر مالدار بھی نہیں ہوگی مگر ایک طاقت اور مملکت ضرور ہوگی۔

سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے مسٹر جناح نے کہا ہمیں لوگوں کو زیادہ مالدار نہیں بنانا چاہئے بلکہ ہمارا مقصد یہ ہونا چاہئے کہ ہم ان کے عام معیار زندگی کو ایک ... پر لے آئیں۔

اس سلسلے میں آپ نے اس بات پر زور دیا کہ ہمارا نصب العین سرمایہ دارانہ نہیں بلکہ اسلامی ہونا چاہئے۔ (مارننگ نیوز)

مملکت حیدرآباد

دیوان صاحب جوناگڑھ کا بیان

حیدرآباد۔ ۳ ... دکن۔ خان بہادر عبدالقادر محمد حسین دیوان جوناگڑھ نے نمائندہ آزاد نیوز ... سے ایک ملاقات میں بیان فرمایا کہ آج سے سترہ سال قبل مجھے حیدرآباد دیکھنے کا موقع حاصل ہوا تھا اس کے بعد سے حیدرآباد نے حیرت انگیز رفتار سے ترقی کی ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ حیدرآباد ہر شعبہ کی خاطر ترقی کرتے ہوئے فاتح دنیا اس طور پر اپنا روپ بدل چکا ہے۔ سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے خان بہادر نے فرمایا کہ "عزّ اکزالٹڈ ہائنس حضور نظام جن کو بجا طور پر جدید حیدرآباد کا معمار سمجھا جا سکتا ہے ان کی مدبرانہ رہنمائی میں یہ مملکت جو اپنی وسعت کے اعتبار سے بڑی ہے نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر علم و ہنر کے شعبہ میں بھی اہم نمایاں ترقی کے منظر سے ہندوستان کے لئے چراغ راہ بننے والی ہے۔" قومی تعمیری امور سے متعلق تحریکات اہل ملک کی معاشی ترقی اور گھریلو صنعتوں کے فروغ کے لئے خاطر خواہ طور پر جو کام کر رہے ہیں اس پر خان بہادر نے خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے ملک ... تغیر کی بھی کافی طور پر ستائش کی اور فرمایا کہ یہ تحریک نہ صرف عوام کے سامنے حکومت کی ذمہ داری کے فرائض ... انجام دے رہی ہے بلکہ وہ بیرون مملکت بھی رہنے والے عوام کو حیدرآباد کی ترقی سے روشناس کرا رہی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اصلاحات کے تحت جو شاورتی کمیٹیوں کی تشکیل عمل میں آئی ہے وہ حکومت کی جانب سے یقیناً ایک ... اقدام ہے۔ ایسی کمیٹیاں جو راست طور پر ... سے ترقی کی جڑ ہیں ... اصلاحات کے تحت عوام میں ان کی ذمہ داریوں کا احساس پیدا کرنے کا باعث بنتی ہیں اور آگے چل کر یہی مستقبل میں نظم ...

... نسق کی کامیاب ترقی کی ضمانت کی اساس بن جاتی ہیں لیکن ان ابتدائی اقدامات کے بغیر اصلاحات کی کسی اسکیم کو کامیابی کا موقع حاصل نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تعلیم کے میدان میں جامعہ عثمانیہ کے قیام اور پھر ہندوستان کی مقبول ترین زبان اردو کو وہاں ذریعہ تعلیم بنا کر حیدرآباد نے سارے ہندوستان کی رہنمائی کی ہے۔ آگے چل کر آپ نے فرمایا کہ اپنے مختصر قیام کے دوران میں مجھے یہاں اپنی حیثیت و شخصیت کے اظہار و افشا کے بغیر مختلف وضعیت کے علاقوں میں گھومنے کا موقع ملا۔ مختلف طبقوں کے افراد سے گفتگو کی جس سے میں یہی نتیجہ اخذ کر سکا ہوں کہ اہل حیدرآباد کی اپنے فرمانروا اور خاندان شاہی سے غیر متزلزل عقیدت و محبت رکھتے ہیں اور فرمانروا نے اپنی عزیز رعایا کی فلاح و خوشحالی کے لئے جو کوئی بھی قدم اٹھایا ہے اس میں رعایا نے اپنے فرمانروا سے ہر نوعیت کا اشتراک کیا ہے۔

خان بہادر نے نفیلڈ مارشل سر ... اعظم جاہ ... دولت آصفیہ سے متعلق اپنے ارتسامات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ فرمانروائے حیدرآباد اور اہل حیدرآباد کو نواب صاحب جیسے مدبر اعلی انتظامی صلاحیتوں کے حامل ایک تجربہ کار مدبر اور ... کے ایک ایک بلند پایہ مدبر کی خدمات حاصل ہوئی ہیں اور حیدرآباد یقیناً ان کی رہنمائی میں پرامن طور پر ترقی کرے گا کونسل میں بھی معروف و قابل افراد کی اعانت حاصل ہے۔ (اورینٹ پریس)

ذخائر ریلوے

اعلی حضرت بندگان اقدس نے ظلہم نے حال ہی میں حکومت کے پیش کئے ہوئے ایک دستور العمل کو منظوری کی عطا فرمائی ہے۔ جو بنام "دستور العمل (تحفظ) ذخائر ریلوے" ... سے موسوم ہے اور تاریخ اشاعت جریدہ سے تمام ممالک محروسہ سرکار عالی میں نافذ ہو گیا۔

اس دستور العمل میں لکھا ہے کہ کوئی شخص جس کے قبضہ میں ذخائر ریلوے میں سے کوئی شے پائی جائے یا جس کے قبضہ میں ان ذخائر میں سے کسی شے کا ہونا ثابت ہو جائے اور عدالت کو یہ باور کرنے کی معقول وجہ ہو کہ شے مذکورہ ہز اگزالٹڈ ہائنس دی نظامس اسٹیٹ ریلوے کے منظمہ ریلوے کی ملک ہے یا اس کے پاس لائی گئی تھی اس شخص کو قید کی سزا دی جائے گی جس کی میعاد پانچ سال تک ہو سکے گی یا اس پر جرمانہ کیا جا سکے گا یا یہ دونوں سزائیں دی جا سکیں گی۔

(اطلاعات)

نازیوں کا مذہب

از

سید علی محمد موسوی ام۔ اے (عثمانیہ)

انسان ہر وقت اپنے سے بڑی قوت کے آگے سر جھکاتا ہے جو اس کی فطرت کا ایک جبلی تقاضہ ہے۔ اس اصول کے پیش نظر ہٹلر کے ساتھیوں نے نازی تحریک کے مقاصد حاصل کرنے کے لئے مذہب کے نت نئے اصول تراشے تاکہ کل جرمن قوم ہٹلر کو مافوق الفطرت ہستی یقین کرے۔ جرمنوں کا نظریۂ نسلی تفوق، معاہدہ ورسائی کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنا اور ۱۹۱۸ء کی جنگ عظیم میں کھوئے ہوئے علاقوں کو حاصل کرنا یہ سب مطالبات اس حصول مقصد کے اہم اجزا قرار دئے گئے جن کو جرمن قوم کے سامنے کامیاب طور پر پیش کیا گیا۔ چنانچہ اولاً قوم کو بتلایا گیا کہ جرمن ان کا خدا، ہٹلر ان کا مسیح اور کتاب "میری جدوجہد" ان کی مقدس انجیل ہے۔ یقین مانئے کہ یہ نعرے جرمن قوم کی زندگی میں جوش و خروش پیدا کرنے کا باعث بنے۔ ہر ملکی تقریب میں انہیں بلند کیا جاتا اور اس بات کی پوری نگرانی رکھی جاتی کہ مرد، عورتیں اور بچے سب ہی خوش خوش اپنی آوازیں بلند کریں۔ اس مقصد کے لئے خفیہ کا محکمہ پوری جانفشانی سے اپنے فرائض انجام دیتا ہے۔

ان کوششوں کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت نمایاں ہوتی ہے کہ نئی جرمن مملکت کا قیام اس وقت ممکن ہے جبکہ جرمن قومی مذہب عیسائیت کی جگہ لے سکے۔ اس تحریک کے چلانے والوں نے اپنی کوششوں کو مدارس سے شروع کیا۔ روزانہ تعلیم کے دوران میں بچوں کو جرمن مذہب کی برکتوں سے واقف کروایا جاتا۔ نہ صرف جماعتوں میں اساتذہ مختلف طریقوں سے اس کی تفہیم کرتے بلکہ کھیلوں کے میدان تک بھی بچے "فیوہرر زندہ باد" کے نعرے لگاتے رہتے۔ اس تنظیم کو تقویت دینے کے لئے اساتذہ کو باضابطہ طور پر تعلیم دی گئی اور اس امتحان میں کامیاب کرنا ان کے لئے لازمی قرار دیا گیا۔

نازی تحریک کو کامیاب بنانے والوں نے اس کو سیاسی رنگ میں لو تو دیا لیکن اس کے ساتھ ہی نازیت کو تمام مذہبی خرابیوں کی اصلاح بھی قرار دیا۔ مذہب کی آڑ میں ہٹلر نے جرمنوں کو اس طرح ابھارا کہ ان کی آنکھیں دنیا کی کسی اور تحریک کے لئے اندھی ہو گئیں۔ ان کے دماغ جرمن اور فیوہرر کی بڑائی کے سوائے کسی اور اصول کو قبول کرنے تیار نہیں ہوتے اور ان سے غیر نازی اصولوں کی تقلید کے لئے کچھ اور چلنے ہی نہیں۔

ہٹلر کو اس بات کا پورا احساس تھا کہ جرمنوں کی مکمل اطاعت حاصل کرنے کے لئے انسانی قوت سے بالاتر ذرائع اختیار کرنا چاہئے۔ چنانچہ نازی تحریک کو ہر موقعہ پر مذہب کی روشنی میں پیش کیا گیا۔ ہٹلر نے واضح کیا کہ نازی گروہ کے رہنما اور اس کے درمیان تعلقات کا نقشہ وہی ہے جو حضرت عیسیٰ نے اپنے حواریوں سے کہا تھا کہ "میں تمہارے ساتھ ہوں اور تم میرے طلبگار ہو"۔ ڈاکٹر رابرٹ لی نے جو جرمنی موجودہ تحریک کا رہنما ہے اس قول کی وضاحت اس طرح کی کہ ہر جرمن فرد کو اس کے مفوضہ امور انجام دینے پر خود سے یہ سوال کرنا چاہئے کہ کیا فیوہرر اس کی ستائش کرے گا؟ اس سے اور بڑھ کر نازی تحریک کے چلانے والوں نے یہ بھی کہا کہ نازی مذہب میں صرف ایک ہی برگزیدہ ہستی ہے اور وہ اڈولف ہٹلر کی مقدس ذات ہے جس کا ہم مرتبہ انسان تو کیا خدا اور عیسیٰ بھی نہیں۔

حکومت کی جانب سے ہٹلر کے چہرہ کی ایسی تصویر پیش کی جاتی ہے جس میں اس کا سر مقدس روشنی سے ڈھکا ہوتا ہے۔ اس تصویر کو جملہ مذہبی ادارے نمایاں مقام پر آویزاں کرتے ہیں۔ اس کے نیچے ایک چھوٹی تختی لٹکتی رہتی ہے جس پر دعائیہ کتبہ رہتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جرمن قوم کی تمام دولت صرف ہٹلر کے لئے ہے۔ زندگی کو ہٹلر کے اشارہ پر قربان کرنا جرمنوں کا مقصد حیات ہے۔ یتیم خانوں میں بچوں کو کھانے سے قبل ایک نظم پڑھوائی جاتی ہے۔ اس نظم کی بجائے مناجات کہنا زیادہ صحیح ہوگا۔ کیونکہ بچے ہٹلر کی تصویر کو گھورتے ہوئے پڑھنا شروع کرتے ہیں کہ جوان ہونے پر ان کی زندگی فیوہرر اور جرمنی کی عظمت بڑھانے کے لئے وقف ہوگی۔ نظم کے ختم پر بچے بلا کر دعا مانگتے ہیں کہ ہٹلر ہر وقت ان سے قریب تر رہے اور دنیا کی قوموں پر حکومت کرنے کی انہیں تعلیم دیتا رہے۔

اوپر بیان کئے ہوئے طریقوں سے مذہب کو منظم کرنے کے بعد نازی لیڈروں نے عوام کو ایک عجیب و غریب سبق دیا کہ نازی مذہب ہر مرد و عورت سے خواہش کرتا ہے کہ وہ تندرست توانا اور زیادہ اولاد پیدا کریں۔ اس نظریہ نے جرمنی کی دنیا میں ایک انقلاب عظیم پیدا کیا۔ ہٹلر نے عورتوں کے مقابلہ میں زندگی پر روشنی ڈالتے ہوئے بتلایا کہ عورت کا فرض اولاد پیدا کرنے کے سوا اور کچھ نہیں۔ چنانچہ جرمنوں نے اس دائرہ کو اپنے مذہب کا جزو سمجھا اور زیادہ بچے پیدا کئے ہیں۔ مشین کی طرح مصروف عمل ہے۔ حکومت نے شادی شدہ اور غیر شادی شدہ جرمنوں کے لئے قوانین تشکیل دئے۔ زیادہ اولاد پیدا کرنے والے جوڑوں کو حکومت نے بہت ساری مراعات عطا کیں جن میں سے مرد و زن ٹیکس ادا کرنے پر مجبور ہوتے اور ان پر طرح طرح کی سختیاں کی گئیں۔ اس طرح ازدواجی زندگی کی ہمت افزائی ہوئی اور غیر ازدواجی زندگی کا قانون تشکیل قرار دی گئی۔

نازی مذہب شادی کی رسم کو جنگی مہمتیں بنانے والی مشین بتلاتا ہے۔ جرمنوں کے نزدیک شادی ایک ایسی تقریب ہے جس کے سامنے سے اولاد کے پیدا کرنے میں کسی قسم کی پابندیاں باقی نہیں رہتیں۔ اگر شادی کے بعد اولاد پیدا نہ ہو تو ایسی شادی نہ صرف ایک جرم ہے بلکہ اس بندھن کو جلد سے جلد توڑ دینا حکومت کا فرض بتلاتا ہے۔ حکومت زیادہ سے زیادہ بچے چاہتی ہے اور جرمن اس خواہش کو پورا کرنے میں اپنی نجات پاتے ہیں۔ فیوہرر کی خواہش کو پورا کرنا زندگی کی برکت ہے۔

جرمن مذہب عورت کو اس وقت عزت دیتا ہے جبکہ وہ کثیر اولاد پیدا کرنے میں کامیاب ہو۔ نازی اخبار نے جرمن عورتوں کو مخاطب کرتے ہوئے نصیحت کی کہ اولاد کی جو شرح پیدائش امن کے زمانہ میں تھی اس کو جنگ کے دوران میں بھی برقرار رہنا چاہئے۔ اگر کوئی جرمن لڑکی اس ہدایت کو بھول جائے تو اس کی زندگی ایک ایسے سپاہی کی زندگی ہے جس نے میدان جنگ میں اپنی قوم کے نشان کو پارہ پارہ کر ڈالا ہو۔ جرمنوں کو جہاں اپنی زندگی جرمن اور فیوہرر کے لئے ایثار کرنا ہے وہیں ان کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ وطن کے لئے اپنی قیمتی یادگار اولاد کی شکل میں چھوڑ جائیں۔ جنگ کے آغاز پر ہٹلر نے عورتوں کو بتلایا کہ شادی کی رسم ادا ہوئے بغیر بھی جرمن لڑکیاں میدان جنگ پر جانے والے سپاہیوں کی خدمت کرتے ہوئے مائیں بن سکتی ہیں۔ ان مذہبی اخلاقی ہدایات کو قبول کرتے ہوئے غیر شادی شدہ لڑکے اور لڑکیاں ایک دوسرے سے آزادانہ طور پر ملنے لگے۔ ان نعمتوں پر عمل کرنے کے لئے اخبارات میں اشتہارات چھپوائے اور ملک میں چو طرف کنوارے ماں باپ پیدا ہو گئے۔ حکومت نے کنوارے ماں باپ کو بعد جنگ بہت سی سہولتیں فراہم کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ مرد جنگ میں اپنی جان گنوا رہے ہیں اور عورتیں ملک پر بیٹھ کر یا تو اولاد پیدا کرتی ہیں یا جنگی مصنوعات میں کام کرتی ہیں۔

ان تمام مذہبی کوششوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ ملک نے ہٹلری مذہب کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور اس کو اپنا محافظ و نجات دہندہ سمجھنے لگے۔ اس نظم جدید سے متاثر ہو کر جرمنی کی ایک اہم تعلیم کا اظہار کہ وہ مرنے والا سپاہی جو آخری دم مرتے وقت اور وہ علاقے جو مرتے ہوئے فیوہرر کا مقدس نام اپنی زبان سے ادا کر جائے، اس مقدس بہشت اور پاک فرشتوں میں جگہ پائے گا۔ یہ اختیار ہے جو عیسائیت کا اس تعلق ہوئے ہوں۔ لیکن اس نو ایجاد مذہب کے حامیوں کو یہ جان لینا چاہئے کہ قرار داد جتنا بلند ہوگا اتنی ہی بلندی سے گرنا بھی ضروری ہے۔ جس عمارت کی بنیاد اخلاقی اصول پر نہ رکھی گئی ہو اس کا ایک دن انہدام سے دوچار ہونا لازمی تقاضہ وقت ہے۔

شاید ہم اور اسے یہ کر اس کا جاری کردہ مذہب ایک ہزار سال تک عوام کو روس اہمیت دیتا رہے گا لیکن جو مجرمہ کہا جاتا ہے کہ گیا کہ خود اس کی زندگی میں جرمن قوم نے ختم ہونے والی گھڑیوں کے غار پر کھڑی ہے اور اسے اس عظیم مصیبت سے بچانے والا کوئی نظر نہیں آتا۔ ایک تیز سمندر وحشی بربریت کی طرف آہستہ بڑھ رہی ہے تاکہ تباہ کن انجام سے انہیں بچا کر راہ مستقیم ڈال دے لیکن ہٹلر کی آہنی دیوار اس موجوں کو روک رہی ہے اس حیات افروز روشنی کے قریب آتے ہی ہٹلر کی دیوار پاش پاش ہو کر گر جائیگی اور جرمن قوم ایک نئے شاہراہ زندگی پر گامزن نظر آئے گی۔

حیدرآباد کی ہمہ جہتی ترقی
صدر مجلس وزراء کے تاثرات

حیدرآباد ۳ دی۔ مملکت حیدرآباد نے گذشتہ دس سال میں جو ترقی نظم ونسق تعلیمات اور قومی تعمیری کارروائیوں میں کی ہے اس سے سرمانو بھائی جناب کمیٹی وزراء و وزیر خارجہ و سیاسیات گوالیار بیحد متاثر ہوئے۔

ایسوسی ایٹڈ پریس کے نمائندے سے ایک ملاقات کے دوران میں سرمانو بھائی نے کہا کہ حیدرآباد سے باہر لوگ حیدرآباد کی ترقیوں سے بہت کم واقف ہیں۔ یہاں تو وسیع پیمانہ پر صنعتی ترقی نظر آرہی ہے۔ حکومت کی شہری منصوبہ بندی کی اسکیم بودھن اور صنعتی نوآبادیوں سے سرمانو بھائی بیحد متاثر ہوئے۔ آپ نے کہا کہ صنعتی نوآبادیوں میں وہ لوگ جو غیر صحت بخش ماحول یا جھونپڑیوں میں رہتے تھے اطمینان سے زندگی بسر کر رہے ہیں جس سے ان کے معیار زندگی میں بھی کافی ترقی ہو گئی ہے۔

سرمانو بھائی نے جامعہ عثمانیہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ جامعہ سے بہترین ثقافتی ترقی کی توقعات وابستہ کی جا سکتی ہیں۔ کلیہ فنون کی عمارت ہندو مسلم ثقافت کے امتزاج کا بہترین نمونہ ہے۔

ریاست کی صحت عامہ کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے سرمانو بھائی نے فرمایا کہ حکومت نے جو کارروائیاں انجام دی ہیں ان سے شرح اموات میں بڑی حد تک کمی ہو گئی ہے اور حالیہ سالوں میں ملیریا بھی بیحد کم ہو گیا ہے۔

سرمانو بھائی نے اس کا انکشاف کیا کہ گوالیار میں ہندی کو ذریعہ تعلیم قرار دیتے ہوئے ایک جامعہ کے قیام کی تجویز حکومت گوالیار کے زیر غور ہے۔ دکن کی دو ہزار سالہ یادگار کے موقع پر یہ تقریب انجام دی جائے گی۔

سوالات کے جوابات دیتے ہوئے سرمانو بھائی نے کہا کہ گوالیار کی حکومت کے پیش نظر ایک وسیع مابعد جنگ تعمیری پروگرام ہے جس میں ریاست کے بچوں اور بچیوں کی جبری تحتانیہ تعلیم اور چار کروڑ کے صرفہ سے سڑکوں کی تعمیر کی اسکیمیں ہیں۔ سرمانو بھائی جناب آج شام گوالیار روانہ ہوگئے۔

(ا۔پ)

مجلس جاگیرداران کے انتخابات

مجلس جاگیرداران کے سالانہ انتخابات سے حسب ذیل نام پیش ہوئے ہیں اور توقع کی جارہی ہے مندرجہ ذیل عہدہ داروں اور ارکان کا انتخاب متفقہ طور پر عمل میں آئے گا۔

پریسیڈنٹ	الجناب نواب ظہیر یار جنگ بہادر امیر پائیگاہ
نائب "	" مہاراجہ راجونت بہادر راجہ شام راج بہادر
معتمد	" راجہ ترمبک لعل بہادر
شریک معتمد	" نواب مرزا آصف علی خاں صاحب
خازن	" الحاج محمد ولی داؤد خاں صاحب مندوزری

اراکین

۱- عالیجناب نواب حسن یار جنگ بہادر
۲- " " میر اکبر علی خاں صاحب بی۔ اے بار ایٹ لا
۳- " " راجہ گروداس صاحب بی۔ اے
۴- " " دوست محمد خان صاحب
۵- " " راجہ کشن داس صاحب
۶- " " سید محمد عسکری جعفری صاحب
۷- " " راجہ ست نارائن پرشاد صاحب
۸- " " میر معین الدین علی خان صاحب خلف نواب نظام الدولہ بہادر مرحوم
۹- " " راجہ ڈونگر پرشاد صاحب
۱۰- " " محمد فیاض الدین صاحب نبیرہ نواب حافظ یار جنگ مرحوم
۱۱- " " اکبر علی خاں صاحب لودھی
۱۲- " " محمد معین الدین خاں صاحب
۱۳- " " سید خورشید حسن خاں صاحب
۱۴- " " میر احسن خان صاحب
۱۵- " " محمد فرحان الدین صاحب
۱۶- " " محمد عظیم الدین خاں صاحب

ارکان بورڈ آف گورنرز جاگیردار کالج

۱- عالیجناب نواب حسن یار جنگ بہادر
۲- " " راجہ محبوب کرن بہادر
۳- " " میر اکبر علی خاں بار ایٹ لا
۴- " " راجہ من موہن لال صاحب
۵- " " سید خورشید حسن خاں صاحب

صدر روزولٹ کی شاندار کامیابی

نیویارک ۹ نومبر۔ حالیہ انتخابات کے اعداد سے پتہ چلتا ہے کہ پریسیڈنٹ روزولٹ مسٹر ڈیوی کے مقابل میں (۴۸) ریاستوں میں سے (۳۵) ریاستوں کی بغلبہ آراء رائیں حاصل ہوئیں۔ اور ۵۳۱ انتخابی آراء میں سے ۴۳۲ حاصل ہوئی ہیں۔

پچھلی دفعہ اطلاع دی گئی تھی کہ عام انتخابات نے پریسیڈنٹ روزولٹ کو ساڑھے ستائیس لاکھ چار کروڑ تیس آراء میں سے جن کی جانچ کی گئی تھی ساڑھے ستائیس لاکھ آراء حاصل ہوئیں۔

ایوان نمائندگان کے انتخابات میں ڈیموکریٹک نمائندوں کو (۲۳۳) اور ری پبلکن کو ۱۹۲ نشستیں حاصل رہیں (۱۰) نشستوں کے بارے میں ابھی تصفیہ نہیں ہوا۔

عمومی جماعت میں جنگ ایوان نمائندگان میں ۲۳۰ اور جمہوری جماعت نے ۱۳۲ نشستیں حاصل کیں۔ بقیہ ۹ ریاستوں کے نتائج ابھی معلوم نہیں ہوئے ہیں ۲۴ نشستوں میں جس پر جناب عمومی جماعت نے قبضہ کیا ہے۔ پہلے جمہوری جماعت کے ہاتھوں میں تھیں سینیٹ میں جمہوری نشستیں ۵۷ اور عمومی ۳۸ ہیں۔

چینی امریکی تعاون عمل

نیویارک ۹ نومبر۔ چینی صورت حال کے دیگر عناصر کے علاوہ اسٹلول کی واپسی پر تبصرہ کرتے ہوئے جنرل چیانگ کائی شک نے ایک پیام روانہ کیا ہے اس پیام میں جو ایسوسی ایٹڈ پریس آف امریکہ کے ناظم اعلیٰ مسٹر کنٹ کوپر کے نام خود ان کے استفسار پر روانہ کیا گیا ہے جنرل موصوف کہتے ہیں کہ اس صورت حال سے آپ نے جس دلچسپی کا اظہار کیا ہے اس کے لئے میری طرف سے شکریہ قبول فرمائیے صحافتی اطلاعات کے بموجب جو یہاں پہنچ رہی ہیں پریسیڈنٹ روزولٹ نے جنرل اسٹلول کے تبادلہ کے متعلق مناسب اور کافی وجوہ کی وضاحت کردی ہے جس میں مزید کسی گنجائش کی ضرورت نہیں ہے اس لئے مجھے اس سے زیادہ کچھ اور کہنا نہیں ہے کہ چینی امریکی فوجی یا سیاسی و اقتصادی تعاون عمل اب پہلے کی بہ نسبت ہر طرح موثر بہتر اور قریب ترین ہوگا۔

احمدیہ پریس میں طبع ہو کر دفتر مکتبہ ساحہ تو سے شائع ہوا۔